عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۲۹ ربیع اول تا ۶ ربیع ثانی ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۲ تا ۲۸/ جون ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۵

مرزا قادیانی کے مختصر حالات اور بلند بانگ دعوے

ختم نبوت

ہر قسم کی وحی نبوت کا اختتام

قادیانیوں کی مذموم ارتدادی سرگرمیوں کا سد باب حکومت کی اولین ذمہ داری

شہید ختم نبوتؒ ایک جامع شخصیت

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

صبر اور بے صبری کا معیار:

س:...... "بشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ" سے کیا مراد ہے؟ آج کل علمائے کرام یا مشائخ کی وفات پر رسائل میں جو مرثیے آتے ہیں: "کیا نخل تمنا کو میرے آگ لگی ہے" یا "کیا دکھاتا ہے کرشمے چرخ گردوں ہائے ہائے" وغیرہ الفاظ صحیح ہیں۔ خیر القرون میں اس کی مثال ہے؟

ج:...... قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں صبر کا مامور ہونا اور جزع فزع کا ممنوع ہونا تو بالکل بدیہی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مصائب پر رنج و غم کا ہونا ایک طبعی امر ہے اور اس رنج کے اظہار کے طور پر بعض الفاظ بھی آدمی کے منہ سے نکل جاتے ہیں۔ اب تنقیح طلب امر یہ ہے کہ صبر اور بے صبری کا معیار کیا ہے؟ اس سلسلہ میں کتاب و سنت اور اکابر کے ارشادات سے جو کچھ مفہوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی حادثہ کے موقع پر ایسے الفاظ کہے جائیں جس میں حق تعالیٰ کی شکایت پائی جائے (نعوذ باللہ) یا اس حادثہ کی وجہ سے مامورات شرعیہ چھوٹ جائیں مثلاً نماز قضا کردے۔ یا کسی ممنوع شرعی کا ارتکاب ہو جائے، مثلاً بال نوچنا، چہرہ پیٹنا تو یہ بے صبری ہے اور اگر ایسی کوئی بات نہ ہو تو خلاف صبر نہیں۔ خیر القرون میں بھی مرثیے کہے جاتے تھے مگر اسی معیار پر۔ اس اصول کو آج کل کے مرثیوں پر خود منطبق کر لیجئے۔

والدین پر ہاتھ اٹھانے والے کی سزا:

س:...... اگر کسی کے ...... لڑکا یا لڑکی میں سے کوئی اپنے ماں باپ پر ہاتھ اٹھائے تو شرعاً دنیا میں اور آخرت میں کیا سزا ہوگی؟

ج:...... اولاد کا اپنے ماں باپ پر ہاتھ اٹھانا کبیرہ گناہ اور انتہائی کمینہ پن ہے۔ دنیا میں اس کی سزا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہے گا۔ رزق کی تنگی، ذہنی پریشانی اور جان کنی کی سختی میں مبتلا رہے گا اور آخرت میں اس کی سزا یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، جب تک کہ اپنے کئے کی سزا نہ بھگت لے یا والدین اسے معاف نہ کردیں۔ اللہ تعالیٰ والدین کی گستاخی اور اس کے انجام بد سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھیں۔

والدہ کی بے جا ناراضی پر مواخذہ نہیں ہوگا:

س:...... میری شادی ۱۴ سال کی عمر میں ہوئی تھی۔ آج ۲۷ سال ہوگئے ہیں والد شادی سے پہلے فوت ہوگئے تھے صرف والدہ اور ایک بھائی ہیں۔ شروع میں کم عمری کے سبب اپنی والدہ کے کہنے میں آکر شوہر کی نافرمانی کی، شادی کے ۱۰ سال بعد میں نے اپنے کو یکدم بدل دیا اور اپنے شوہر کے تابع ہوگئی میرے چھ بچے ہیں، ایک لڑکا اور دو بچیاں جوان، باقی تین چھوٹے ہیں۔ میں نے اپنی اولاد کو مذہبی ماحول میں پالا ہے۔ وی سی آر جیسی لعنت نہ میں نے اور نہ میری بچیوں نے دیکھی ہے۔ میرے شوہر آج کل ایک سرکاری عہدے پر سعودیہ میں ہیں۔ میں نماز کی پابند ہوں۔ مجھے خدا سے بہت ڈر لگتا ہے۔ نماز کے لئے کھڑی ہوتی ہوں تو خوف خدا سے کانپنے لگتی ہوں، بس ڈر یہ لگتا ہے کہیں مجھے سزا نہ دی جائے۔ کیونکہ جب سے میں اپنے شوہر کے ہر فرمان پر چلنے لگی تو والدہ ناراض رہتی ہیں، میں اور میرے شوہر ہر وقت ان کی ہر قسم کی مدد کرتے رہتے ہیں، لیکن وہ معمولی بات پر یعنی اپنے بیٹے یا بہو یا کسی اور رشتہ دار کی باتوں پر ناراض ہو کر کوسنے پیٹنے لگ جاتی ہیں۔ مجھے تو ان کو جواب دیتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔ بچے بھی کبھی بول پڑتے ہیں تو وہ مجھے بے بھاؤ سناتی ہیں۔

ج:...... ماں کی تو خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بچی اپنے گھر میں خوش و خرم رہے۔ تعجب ہے کہ آپ کی والدہ کا رویہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ بہرحال آپ کی والدہ کی ناراضی بے جا ہے۔ آپ اپنی والدہ کی جتنی خدمت بدنی، مالی ممکن ہو کرتی رہیں اور اس کی گستاخی و بے ادبی ہرگز نہ کریں۔ اس کے باوجود اگر وہ ناراض رہتی ہیں تو آپ کا قصور نہیں آپ سے انشاء اللہ اس پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

انسان کا چاند پر پہنچنا:

س:...... ہمارے دوستوں کے درمیان آج کل ایک بحث ہو رہی ہے اور وہ یہ کہ انسان چاند پر گیا ہے یا نہیں؟ اور زمین گردش کرتی ہے یا نہیں جبکہ میرا خیال ہے کہ انسان چاند پر گیا ہے اور زمین بھی گردش کرتی ہے۔ موجودہ دور جدید ٹیکنالوجی کا دور کہلاتا ہے اور اس دور میں کوئی بات ناممکن نہیں رہی جب خلا میں مصنوعی سیارے چھوڑے جا سکتے ہیں تو پھر چاند پر جانا کیونکر ممکن نہیں۔ اس سلسلے میں جب ہم نے اپنی مسجد کے موذن صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ انسان چاند پر پہنچ گیا ہے اور زمین گردش کرتی ہے آپ برائے کرم قرآن سنت کی روشنی میں ہماری معلومات میں اضافہ کریں کہ یہ بات کہاں تک تسلیم کی جائے انسان چاند پر پہنچ گیا ہے اور یہ کہ زمین گردش کرتی ہے؟

ج:...... انسان چاند پر تو پہنچ چکا ہے اور تحقیق جدید کے مطابق زمین بھی گردش کر رہی ہے لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آپ کے دوست اس نکتہ پر مجلس مذاکرہ کیوں منعقد فرما رہے ہیں اور اس بحث کا حاصل کیا ہے؟ آپ کے موذن صاحب کا یہ کہنا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں انسان کا چاند پر پہنچنا ناممکن ہے بالکل غلط ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو چاند نہیں بلکہ عرش تک پہنچ کر آئے تھے چاند پر پہنچنا کیوں ناممکن ہوا۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوۃ

۲۹ ربیع الاول تا ۶ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۲ تا ۲۸ / جون ۲۰۰۱ء

جلد: ۲۰

شمارہ: ۵

سرپرست اعلیٰ: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ

سرپرست: حضرت مولانا سید نفیس الحسینی شاہ صاحب

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا اللہ وسایا / مفتی محمد جمیل خان

مدیر: مولانا اللہ وسایا

☆ بیادگار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائیٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

زرِ تعاون بیرون ممالک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۴۰ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک
فی شمارہ: ۵ روپے، سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے

چیک و ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ ۲۴۹۹
کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اس شمارے میں

قادیانیوں کی مذموم سرگرمیوں کا سدباب ..... حکومت کی اولین ذمہ داری ..... (اداریہ) 4
ختم نبوت ..... ہر قسم کی وحی نبوت کا اختتام ..... (جناب عرفان غازی) 6
توضیح و تشریح الغفار جل جلالہ ..... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 13
شہید ختم نبوتؒ ..... ایک جامع شخصیت ..... (مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی) 15
مرزا قادیانی کے مختصر حالات و دعاوی ..... (ادارہ) 18
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کا ایمان افروز خطاب 21
مناجات ..... از ..... شیخ الہندؒ 23
علماء اور ائمہ مساجد کی خدمت میں! ..... (مولانا مفتی عاصم زکی) 24
ثقافت کے بت ..... (حافظ سعد شیخ) 26

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

قادیانیوں کی مذموم ارتدادی سرگرمیوں کا سدباب

حکومت کی اولین ذمہ داری

ضلع لیہ اور ملک کے دیگر علاقوں میں قادیانیوں کی سرگرمیاں بروقت سدباب کی متقاضی ہیں

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیانیت اسلام دشمن جماعت ہے۔ اس کا اسلام دشمن ہونا اس کے مخصوص عقائد و نظریات سے واضح ہے اس جماعت نے اسلام کے بنیادی عقائد توحید و رسالت اور ختم نبوت وغیرہ کو بری طرح پامال کیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی جیسے انگریز کے خود کاشتہ پودے کو نبی مانا اور اس کی گستاخانہ اور اسلام کش تعلیمات کو جزو ایمان بنایا ہے جبکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کی توہین اور دیگر انبیا کرام علیہم السلام کے ساتھ رسول آخرین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی توہین کی ہے۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کیا ہے اور کفار کے خلاف جہاد بالسیف کو حرام قرار دیا ہے۔ بزرگان دین کی توہین اور مشاہیر امت کو غلیظ ترین گالیاں دی ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے نبی و رسول، مجدد و مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

قادیانیوں کو ان کے مذموم اور مزعوم عقائد و نظریات کی بنا پر اسلامیان برصغیر کی متفقہ سو سالہ جدوجہد کے نتیجے میں ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو متفقہ طور پر پاکستان کی قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دے کر قادیانیت کو ملت اسلامیہ سے جدا کر دیا تھا۔ پاکستان کے علاوہ دنیا کے کئی دیگر اسلامی ممالک میں بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اور ان کی جماعت کو خلاف قانون قرار دیا جا چکا ہے۔

۲۶/ اپریل ۱۹۸۴ء کو سابق جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے ایک آرڈی ننس کے ذریعے اس ترمیم کے مقتضیات پر عمل کرتے ہوئے قانون سازی کی اور امتناع قادیانیت آرڈی ننس جاری کیا، جس میں قادیانیوں کو اپنی عبادت گاہوں کا نام مسجد اور اپنی عبادت کا نام نماز رکھنے اور اذان و کلمہ طیبہ کی اصطلاح استعمال کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ اس آرڈی ننس کو قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا، پانچ فاضل ججوں نے ایک ماہ کی مسلسل سماعت کے بعد ان کی رٹ کو خارج کر دیا۔ پھر قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت کے اپیل بنچ سپریم کورٹ میں اس کے خلاف اپیل کی۔ ان دنوں وفاقی شرعی عدالت کے اپیل بنچ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب جسٹس محمد افضل ظلہ تھے جو بعد میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس بنے۔ ان کی سربراہی میں اپیل بنچ نے کیس کی سماعت کی قادیانیوں نے اپنی اپیل واپس لے لی۔ اس واپسی کی درخواست پر جناب جسٹس محمد افضل ظلہ نے ۲۲ صفحات پر مشتمل فیصلہ لکھا اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھا، بعد میں قادیانیوں کی طرف سے پاکستان کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ میں آٹھ مختلف اپیلیں دائر کی گئیں۔ فروری ۱۹۹۳ء میں سپریم کورٹ کے پانچ فاضل جج حضرات پر مشتمل بنچ نے ہفتہ بھر ان کی سماعت کی مسٹر جسٹس شفیع الرحمن اس بنچ کے سربراہ تھے اور مسٹر جسٹس عبدالقدیر، مسٹر جسٹس ولی محمد، مسٹر جسٹس محمد افضل لون، مسٹر جسٹس سلیم اختر اس بنچ کے ارکان تھے، ان حضرات نے فروری میں ان اپیلوں کی سماعت کے بعد فیصلہ محفوظ رکھا۔ ۳/ جولائی ۱۹۹۳ء کو قادیانیوں کی پانچ اپیلوں کا فیصلہ سناتے ہوئے سپریم کورٹ نے انہیں مسترد کر دیا اور یہ

فیصلہ دیا کہ: امتناع قادیانیت آرڈی نینس بنیادی حقوق کے خلاف نہیں“۔ عدالت عظمیٰ کے اس فیصلہ کا مختلف دینی، مذہبی اور سیاسی تنظیموں نے خیر مقدم کرتے ہوئے اس کی تحسین کی۔ واقعتا عدالت عظمیٰ کا یہ فیصلہ مبنی برحق ہے، کیونکہ قادیانی آئینی، اخلاقی اور مذہبی طور پر مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے کسی بھی طور پر مسلمانوں کے شعائر استعمال کرنے کے حقدار نہیں ہیں، لہذا اس آرڈی نینس سے ان کے بنیادی حقوق قطعاً متاثر نہیں ہوتے لیکن قادیانی تا حال امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی مذموم سرگرمیوں سے باز نہیں آتے ہیں۔

ہماری اطلاعات کے مطابق ایریزون سٹی مٹلاتی کا موں کی آڑ میں قادیانی سرعام اپنی ارتدادی تبلیغ کر رہے ہیں۔ کراچی کے مختلف علاقوں میں قادیانیت کی تبلیغ کی اطلاعات موصول ہورہی ہیں اور بعض علاقوں میں قادیانیوں نے مبلغین ختم نبوت کے تعاقب کرنے سے روپوشی اختیار کرلی ہے۔ اسی طرح پنجاب کے دیگر اضلاع کے علاوہ ضلع لیہ میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ تحصیل کروڑ لعل عیسن اور نواحی چوک میں قادیانی نت نئی شرارتوں کے ذریعے اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کروڑ لعل عیسن شہر میں مختلف دکانوں اور اسٹالوں پر ”شیزان“ کی خرید وفروخت ہورہی ہے، حالانکہ شیزان قادیانی مصنوعات ہیں جس کا منافع اسلام کے خلاف رسول آخرین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ ناموس کے خلاف صرف ہوتا ہے۔ اسی طرح ملک کے دیگر علاقوں سے آمدہ اطلاعات کے مطابق قادیانی شعائر اسلام کی کھلم کھلا خلاف ورزی کا ارتکاب کر رہے ہیں، لیکن افسوس اور صدمے کی بات ہے کہ ہماری حکومت قادیانیوں کی مذموم سرگرمیوں سے چشم پوشی کرتے ہوئے ان کی ارتدادی تبلیغ کے سدباب میں نرم گوشہ رکھتی ہے۔

ہم حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے برطرف کرے اور ضلع لیہ اور دیگر علاقوں میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا بروقت سدباب کر کے قانونی اور آئینی تقاضوں کو پورا کرے۔

ضروری اعلان

”آوازِ حق“

مصنفہ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

محدث کبیر حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے قیام ڈابھیل کے زمانے میں ردقادیانیت پر ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی جس کا نام ”آوازِ حق“ تھا، اس کتاب کی ضرورت ہے۔ حضرت مرحوم کے ردقادیانیت پر مجموعہ رسائل کو شائع کیا جارہا ہے۔ اس کے ساتھ شامل کرنا ہے، جس کسی کے پاس ہو، اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

الداعی: (مولانا) اللہ وسایا

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون: 514122

از عرفان غازی

ختم نبوت ...... ہر قسم کی وحی اور نبوت کا اختتام

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ”آج میں نے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔“
ماحصل یہ ہے کہ دین اسلام کے بعد کوئی دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی تا قیامت پیدا نہ ہوگا ...... (مدیر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا اختتام ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور رسول ہیں۔

اسلام کے بدیہی عقائد سے مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی ہمیشہ واقف رہے ہیں اور چودہ سو برس کی تاریخ میں یہ بحث کبھی نہیں پیدا ہوئی کہ نبوت کی بھی کچھ قسمیں ہوتی ہیں، اور ان میں سے کوئی خاص قسم نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی باقی ہے۔ نبوت کی تشریعی وغیر تشریعی ظلی و بروزی یا مجازی اور لغوی اقسام کا نہ قرآن و حدیث میں کوئی اشارہ تک ملتا ہے، نہ علمائے امت ان سے واقف تھے۔ البتہ اس دور میں تعلیمات اسلامی سے عام غفلت اور جہالت نے اور فتنوں کی طرح اس فتنے کا در بھی وا کیا۔ سب سے پہلے باب اور بہا کے فرقے نے اس مسئلے میں اجماع امت سے اختلاف کیا، مگر وہ بھی اس کو علمی رنگ نہ دے سکا۔ اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے بحث کا دروازہ کھولا۔ مگر اس بحث میں بھی اس قدر الجھاؤ اور تضاد کی کارفرمائی ہے کہ خود ان کے ماننے والے بھی تین فرقوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک فرقہ ان کو صاحب شریعت نبی اور رسول مانتا ہے۔ یہ ظہیر الدین اروپی کا فرقہ ہے۔ دوسرا ان کو غیر تشریعی نبی کہتا ہے۔ یہ قادیانی پارٹی ہے، جس کا مرکز اب ربوہ (چناب نگر) میں ہے۔ تیسرا فرقہ مرزا صاحب کو رسول نہیں بلکہ مسیح موعود یا مہدی موعود قرار دیتا ہے۔ یہ لاہوری پارٹی ہے۔

قادیانی مغالطے:

حقیقت میں مرزا صاحب کے دعوائے نبوت میں ایک تدریجی ارتقاء ہے۔ ابتداء میں ان کا عقیدہ جمہور اہل سنت کے مطابق تھا۔ ۲۲/ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو انہوں نے جامع مسجد دہلی کے ایک جلسہ عام میں ایک تحریری بیان دیا، جس میں کہا گیا:

”اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار کرتا ہوں، کہ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں، اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو، اس کو بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“

(تبلیغ رسالت حصہ دوم ص ۲۲)

پھر ۱۸۹۹ء کے بعد مرزا صاحب نے اپنی تحریروں میں نبی اور خاتم النبیین کی انوکھی تعریف پیش کرنا شروع کردی۔ مثلاً:

”اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی، جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے، اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔“

(حقیقۃ الوحی ص ۹۶ حاشیہ از ماہنامہ راولپنڈی ص ۱۴)

اس عبارت میں انہوں نے اپنے نبی ہونے کے لئے گویا دلیل بیان کی ہے۔ بالآخر بیسویں صدی کے اوائل میں انہوں نے کھلے طور پر رسالت اور وحی اور نبوت کا دعویٰ کردیا۔ مثلاً:

”سچا خدا وہی ہے، جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص ۱۱)

”حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے، اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ۔“

(براہین احمدیہ ص ۲۹۸)

اور اس کے بعد انہوں نے تمام تکلفات کو بالائے طاق رکھ کر نہ صرف صاحب شریعت رسول ہونے کا دعویٰ کیا، بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی ہمسری بلکہ ان سے افضلیت کا دعویٰ کیا، ان کی توہین میں متعدد عبارتیں لکھیں، حتیٰ کہ خود سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو بڑھانے کی جسارت سے بھی باز نہ آئے:

”محمد ﷺ میں اور ہمارے میں بڑا فرق ہے، کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی

تائید اور مدد مل رہی ہے۔" (نزول المسیح ص ۹۹)

اس منزل پر پہنچ گئے تو مرزا نے عامۃ المسلمین سے علیحدہ ایک امت کی بنیاد ڈالی اور یہ اعلان کردیا:

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے، اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳، از خاتمہ بحث ص ۲۶)

ان کی تحریروں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو جب نبی بننے کا شوق دامن گیر ہوا تو خاتم النبیین کو اپنی راہ میں حائل پا کر انہوں نے اس کی تحریف و تاویل شروع کردی۔ کبھی خاتم النبیین ہی کے معنی بدل کر مہر نبوت قرار دیا، کبھی ختم نبوت کے معنی اپنے مشہور و معروف معنی میں رکھ کر ظلی بروزی قسم کی نبوتیں ایجاد کیں، اور ظل نبی کو (معاذ اللہ) عین محمد و احمد بتلا کر ختم نبوت کی زد سے باہر آنے کی سعی فرمائی، اور کہیں ختم نبوت میں یہ شرط بڑھا کر اس سے گلو خلاصی کی کوشش کی کہ ختم ہونے والی نبوت تو وہ ہے، جس کے ساتھ شریعت بھی ہو۔ مطلق نبوت کا اختتام مراد نہیں۔

ایک منصف مزاج اور سلیم الفہم آدمی کے لئے تو خود مرزا صاحب کے متضاد اور بے تکی باتیں ہی ان کے دعاوی اور عقائد کو یک سر مسترد کر دینے کو کافی ہیں۔ تاہم عام مسلمانوں کے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے مسئلہ ختم نبوت کے تمام پہلوؤں کو قرآن، حدیث، آثار صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین و علمائے دین کے اقوال کے ذریعے واضح کرنا ضروری ہے۔

ختم النبوۃ فی القرآن:

قرآن کریم سے کسی مسئلے کو ثابت کرنے کے لئے علمائے اصول استدلال نے چار طریقے طے کئے ہیں: اول عبارۃ النص، دوسرے اشارۃ النص، تیسرے دلالۃ النص، اور چوتھے اقتضاء النص۔ کلام پاک میں ننانوے آیات ایسی موجود ہیں جو ان چاروں میں سے کسی نہ کسی طریق سے ختم نبوت کا ثبوت مہیا کرتی ہیں۔ چنانچہ اس باب میں پہلی اور صریح ترین آیت یہ ہے:

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما۔"

ترجمہ: "نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے ہیں اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا۔"

اس آیت کے نزول کا پس منظر یہ ہے کہ چند روز پہلے ہی وحی کے ذریعے عرب کے اس رواج کو مسترد کیا گیا تھا جس کے تحت لے پالک اولاد کو حقیقی اولاد کا درجہ دیا جاتا تھا۔ اس رواج کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کرنے کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام اور متبنیٰ حضرت زیدؓ بن حارث کی مطلقہ حضرت زینبؓ سے حکم خداوندی کے مطابق نکاح فرمالیا۔ اس پر کفار نے شور مچایا کہ یہ کیسا نبی ہے جو اپنے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کرتا ہے۔ اسی طعنے کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ "محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔" اس لئے آپؐ پر یہ الزام بے محل ہے۔ اس امر واقعہ کے بیان کردینے کے بعد اسی سے پیدا ہونے والے ممکنہ شبہات کے ازالے کے لئے فرمایا گیا: "لیکن آپؐ اللہ کے رسول اور آخر الانبیاء ہیں۔" مطلب یہ ہے کہ اگرچہ آپؐ کے کوئی صلبی فرزند نہیں، اور آپؐ اس اعتبار سے کسی مرد کے باپ نہیں، لیکن آپؐ خدا کے برگزیدہ رسول ہیں، اور رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ جو لوگ حضورؐ کو ابتر اور مقطوع النسل ہونے کا طعنہ دیتے تھے، انہیں بھی اسی آیت میں جواب دے دیا گیا کہ رسول تو اپنی پوری امت کا باپ ہوتا ہے اور محمدؐ چونکہ قیامت تک کے لئے نبی ہیں، لہٰذا آپ کی روحانی اولاد کا بھی کوئی شمار نہیں۔

اس جگہ لفظ "خاتم النبیین" کے اضافے کی دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس طرح اقوام عالم کو خبردار کردیا گیا۔ یہ ہمارا آخری رسول ہے۔ اس کے بعد کوئی پیغامبر نہ بھیجا جائے گا۔ اس لئے دین و دنیا کی اصلاح چاہتے ہو تو اس کی تصدیق کرو۔ ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ "ما کان محمد ابا احد" میں نفی ابوت سے وہم ہوتا ہے کہ آپؐ میں شفقت پدری بھی نہ ہوگی۔ اس وہم کو رفع کرنے کے لئے "ولکن رسول اللہ" کے الفاظ بڑھائے گئے۔ یعنی اگرچہ آپؐ کسی مرد کے نسبی باپ نہیں، لیکن رسول اللہ ہونے کی حیثیت سے نسبی باپ سے بھی زیادہ شفیق ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: "وخاتم النبیین" یعنی جب ہر رسول اپنی امت کا شفیق باپ ہوتا ہے تو خاتم النبیین تو تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ شفیق اور مہربان ہوں گے۔ جن انبیاء علیہم السلام کو اپنے بعد اور رسولوں کے آنے کی توقع ہوتی تھی، ان سے اگر کوئی چیز رہ جاتی تو بعد میں آنے والے اس کی تکمیل کردیتے تھے۔ لیکن تمام انبیاء علیہم السلام کے خاتم کو یہ فکر تھی کہ آگے کا راستہ اتنا صاف کردیا جائے کہ قیامت تک آنے والے انسان گمراہ نہ ہوں۔ چنانچہ ہمارے آقا نامدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کی صراط مستقیم کو ایسا ہموار چھوڑا ہے، جس میں رات اور دن برابر ہے۔ اب نہ ہمیں کسی شریعت سابقہ کی حاجت ہے نہ لاحقہ کی، نہ کسی جدید نبی کی ضرورت ہے، نہ جدید شریعت کی۔

تکمیل شریعت:

قرآن مجید کی جس آیت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی ابدی تکمیل کا اعلان کیا گیا، وہی ختم نبوت کے ثبوت میں دوسری واضح دلیل ہے۔ ارشاد ہوا:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔" (المائدہ:۳)

ترجمہ: "آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی، اور تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔"

آیت مذکورہ میں اکمال دین کے جس زاویے سے بھی تفسیر کی جائے، ماحصل یہی ہے کہ اس دین کے بعد کوئی دین، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی تا قیامت پیدا نہ ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس آیت کے بعد نہ کوئی حلال کرنے والا حکم نازل ہوا، اور نہ حرام کرنے والا، اور نہ کوئی چیز فرائض وسنن میں اور نہ حدود اور دوسرے احکام میں سے۔ (تفسیر مظہری ص۸ سورۂ مائدہ)

اور حدیث میں ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو فاروق اعظمؓ رونے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ فاروق اعظمؓ نے عرض کیا: "ہم اپنے دین میں زیادتی اور ترقی میں تھے، لیکن جب وہ کامل ہوگیا ہے اور (عادت الٰہی اسی طرح جاری ہے کہ) جب کوئی شے کامل ہوجاتی ہے تو پھر وہ ناقص ہوجاتی ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نے سچ کہا۔"

اور یہی آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر بھی تھی، اور آپؐ اس کے بعد صرف اکیاسی روز اس عالم میں زندہ رہے۔

فاروق اعظمؓ کا یہ واقعہ مذکورۃ الصدر تفسیر کی روشن دلیل اور کھلی شہادت ہے، کیونکہ اگر اکمال دین اور اتمام نعمت سے نزول احکام دین کا اختتام اور وحی کا انقطاع اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد نہ تھی تو فاروق اعظمؓ کا اس موقع پر رونا بے محل اور بے معنی ہوجائے گا۔

احادیث ختم نبوت:

جس طرح قرآن پاک کی ننانوے آیات ختم نبوت کا ثبوت فراہم کرتی ہیں، اسی طرح دو سو دس صحیح احادیث میں اس امر کی صراحت کردی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ان میں ایک سو سے زیادہ احادیث متواتر ہیں۔

امام ابن حزمؒ نے لکھا ہے:

"جن حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور معجزات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے، ان میں کثیر التعداد حضرات کی نقل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ثابت ہوچکا ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔" (الملل والنحل ج۱ ص۷۷)

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث "لا نبی بعدی" نہ صرف متواتر ہے بلکہ اس کا تواتر بھی اسی درجے کا ہے جس درجے کا آپؐ کی نبوت، معجزات اور قرآن مجید کا تواتر ہے۔ اب ان احادیث میں سے چند کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

"حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

"میری مثال مجھ سے پہلے انبیا علیہم السلام کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی، پس لوگ اس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں، اور خوش ہوتے ہیں، اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہوجاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پُر کیا، اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا، اور میں ہی خاتم النبیین ہوں (یا) مجھ پر تمام رسل ختم کردیئے گئے۔" (بخاری، مسلم احمد، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا)

حضرت ابوحازمؒ فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ رہا، میں نے خود سنا کہ وہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیا کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنادیتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفا ہوں گے، اور بہت ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان خلفا کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت کرو، اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی رعیت کے متعلق ان سے سوال کرے گا۔" (بخاری، مسلم، احمد، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا)

حضرت جبیر بن مطعمؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں محمد ہوں، اور میں احمد ہوں، اور میں ماحی ہوں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا، اور میں

حاشر ہوں یعنی میرے بعد ہی قیامت آئے گی اور حشر برپا ہوگا، (یعنی کوئی نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ آئے گا) اور میں عاقب ہوں، اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو۔" (بخاری، مسلم اور ابونعیم نے روایت کیا)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

"تم میرے ساتھ ایسے ہو، جیسے حضرت ہارونؑ موسیٰؑ کے ساتھ تھے۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔"

بخاری اور مسلم نے غزوۂ تبوک کے باب میں یہ حدیث روایت کی۔ مسلم کی روایت میں اتنی بات اور زیادہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جہاد میں حضرت علیؓ کو ساتھ نہیں لیا، بلکہ گھر پہ چھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ نے (بطور نیاز مندانہ شکایت) عرض کیا: "آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا!" آپؐ نے (ان کی تسلی کے لئے) ارشاد فرمایا: "کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جاؤ جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے ساتھ؟ (یعنی جس طرح حضرت موسیٰؑ کوہ طور پر تشریف لے جاتے وقت ہارونؑ کو بنی اسرائیل میں اپنا نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے، اسی طرح تم اس وقت میرے نائب تھے۔) لیکن میرے بعد نبوت نہیں۔" (اس لئے تمہارا مرتبہ اگرچہ ہارونؑ کا سا ہے، مگر تم کو نبوت حاصل نہیں) اور مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: الا انک لست نبیا (مگر تم نبی نہیں ہو)۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ دو جماعتوں میں جنگ عظیم رونما ہو، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو، اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک کہ تقریباً تیس دجال کذاب دنیا میں نہ آچکیں، جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہوگا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔" (بخاری، مسلم اور احمد نے روایت کیا)

حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔" (مسلم نے روایت کیا)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی اول یہ کہ مجھے جوامع الکلام دیئے گئے، دوسرے یہ کہ رعب سے میری مدد کی گئی، (یعنی مخالفین پر میرا رعب پڑ کر انہیں مغلوب کر دیتا ہے) تیسرے میرے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا (بخلاف انبیاء سابقین کے کہ مال غنیمت ان کے لئے حلال نہ تھا، بلکہ آسمان سے ایک آگ نازل ہوتی تھی، جو تمام مال غنیمت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی تھی، اور یہی جہاد کی مقبولیت کی علامت سمجھی جاتی تھی) اور زمین کی مٹی میرے لئے پاک کرنے والی چیز بنادی گئی (یعنی بہ وقت ضرورت تیمم جائز کیا گیا، جو پہلی امتوں کے لئے جائز نہ تھا)۔ پانچویں میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں (بخلاف انبیاء سابقین کے کہ وہ خاص خاص قوموں کی طرف کسی خاص اقلیم میں ایک محدود زمانے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں) چھٹے مجھ پر تمام انبیاء ختم کر دیئے گئے۔" (مسلم نے روایت کیا)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں دروازے کا پردہ کھولا۔ آپ کا سر مبارک مرض کی وجہ سے بندھا ہوا تھا۔ ادھر لوگ صدیق اکبرؓ کے پیچھے صفیں باندھے کھڑے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: نبوت میں کوئی جزو باقی نہیں رہا، مگر وہ اچھا خواب جو مسلمان دیکھتا ہے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے۔" (مسلم اور نسائی نے روایت کیا)

عجیب تاویلات:

ختم نبوت کے منکرین قرآن پاک اور احادیث صحیحہ کی ان صراحتوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے عجیب و غریب تاویلات کا سہارا لیتے ہیں، اور قرآن و حدیث میں تحریف کرتے ہیں۔ مثلاً مرزا غلام احمد نے نبی بننے کے شوق میں آیت خاتم النبیین کے معنی یہ بیان کئے ہیں:

"آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے، اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔"

اور یہ کہ

"ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے۔"

یہ مفہوم نہ صرف عربی زبان اور محاورے کی رو سے سراسر غلط ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی کو نبی بنانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے، جس پر چاہیں نبوت کی مہر لگا دیں۔ حالانکہ رسول اور نبی کا تقرر صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ علاوہ ازیں اس تحریف کے نتیجے میں نبوت ایک اکتسابی چیز بن جاتی ہے۔ قرآن کی رو سے یہ بھی غلط ہے کیونکہ نبوت حاصل کرنا کسی کے اختیار میں نہیں۔

اگر اس نو ایجاد تفسیر کو مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس امت میں جتنے زیادہ نبی آئیں اتنا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ظاہر ہوگا۔ لیکن تحریف کرنے والے کو بھی اپنے سوا اور کوئی اس طرح سے نبی بنا نظر نہیں آیا۔ کتنی عجیب بات ہے کہ جس

ہستی کو، بقول مرزا صاحب: "اللہ نے "نبی تراش" بنایا اس کی روحانی توجہ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرامؓ میں سے تو کسی کو نبی بنا نہ سکی، ان کے بعد خیر القرون میں بھی کسی کو یہ سعادت نصیب نہ ہوسکی، اور نعوذ باللہ چودھویں صدی میں آ کر بس ایک مرزا صاحب پیدا ہوئے تو اس اعزاز کے اہل ٹھہرے۔ قرآن پاک کی تحریف اور رسول کریمؐ کی توہین اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتی ہے؟ نعوذ باللہ من ذلک۔

آیت خاتم النبیین کی قادیانی تحریف کا ایک اور رخ مرزا غلام احمد کے "اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" میں یوں بیان ہوا ہے:

"لیکن اگر کوئی شخص اس خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کر بہ باعث نہایت اتحاد اور نفی غیرت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرے کا انعکاس ہوگیا ہو، تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ محمد ہے، گو ظلی طور پر۔ باوجود اس شخص کے دعوائے نبوت کے، جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے، پھر بھی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔"

ظل اور بروز کی یہ کہانی شاید ہندوؤں کے عقیدۂ تناسخ وحلول سے اخذ کی گئی ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی کہیں شہادت نہیں ملتی، اور اگر یہ صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل اتباع سے کوئی شخص عین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ابتدائے اسلام سے مرزا غلام احمد کی پیدائش تک کسی اور کو یہ کامل اتباع کیوں نصیب نہیں ہوا؟ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ، علی المرتضیٰؓ، خیر الخلائق بعد الانبیاء کے مصداق ہیں اور حدیث میں: "لو کان بعدی نبی لکان عمر" وغیرہ کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔ تو کیا یہ حضرات بھی ظلی طور پر محمد مصطفیٰ ﷺ بن گئے تھے؟

نبوت کا چھیالیسواں حصہ:

صرف یہی نہیں کہ قرآن میں بروز اور بروزی نبی کے پیدا ہونے کی کوئی شہادت موجود نہیں۔ بہت سی احادیث بھی اس عقیدے کا صاف صاف بطلان کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر یہ حدیث ملاحظہ کیجئے:

"حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! نبوت کا کوئی جزو سوائے اچھے خوابوں کے باقی نہیں رہا۔"

(بخاری اور مسلم نے روایت کیا)

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہو چکی ہے، سلسلۂ وحی منقطع ہوگیا، البتہ اجزائے نبوت میں سے ایک جزو، مبشرات باقی ہے۔ یعنی جو سچے خواب مسلمان دیکھتے ہیں، یہ بھی نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ اس کی تشریح بخاری ہی کی دوسری حدیث میں اس طرح آتی ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ اب ذرا قادیانی عقل کج مزاج کی دلیری ملاحظہ کیجئے کہ اسی حدیث سے بقائے نبوت ثابت کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہے۔ اسی نفس نبوت کا بقا ثابت ہوتا ہے۔ جیسے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی ہو تو پانی کو باقی کہا جاسکتا ہے، اسی طرح نبوت کے جزو کا باقی ہونا، خود نبوت کا باقی ہونا ہے۔ اگر یہ منطق مان لی جائے کہ کسی شے کے ایک جزو کے وجود کو کل کا وجود قرار دیا جاسکتا ہے، تو پھر ایک اینٹ کو پورا مکان کہنا بھی درست ہوگا۔ کھانے کے بیس اجزاء میں سے ایک جزو نمک ہے تو نمک کو کھانا کہنا بھی روا ہوگا! اور پھر تو شاید ایک دھاگے کو کپڑا کہنا بھی جائز ہوگا! اور ایک انگلی کے ناخن کو انسان، اور ایک رسی کو چارپائی بھی کہا جائے اور ایک پیچ کو کواڑ بھی! یہ محض لچر اور ناقابل ذکر بات ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہونے سے نبوت کا بقا ثابت کر ڈالا۔

اس حدیث میں قابل لحاظ بات تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انقطاع نبوت کے ذکر کے ساتھ صرف رویائے صالحہ کے بقا کا ذکر فرمایا ہے۔ اور کسی قسم کی نبوت کا نام نہیں لیا۔ گویا نبوت کی کوئی قسم آپ کے بعد باقی نہیں رہی، ورنہ ضروری تھا کہ نبوت کی جو قسم باقی رہنے والی ہے، بجائے سچے خواب کے اس کا ذکر فرمایا جاتا، اور اسی پر بس نہیں، بلکہ نبوت کے تمام اجزاء اور اقسام کے بالکلیہ انقطاع کی خبر دے کر صرف ایک جزو یعنی رویائے صالحہ کا استثنا فرمایا گیا ہے۔ اب انصاف کیجئے کہ اگر سوائے رویائے صالحہ کے اور بھی کوئی جزو یا کوئی نوع، یا کوئی قسم نبوت کی باقی رہنے والی تھی تو اس کا استثنا کیوں نہیں فرمایا گیا۔

مرزا صاحب نے اپنی اسلام دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لئے کبھی فرمایا کہ ختم نبوت کا مسئلہ تو میرا ایمان ہے، مگر صرف تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے، اور میری نبوت غیر تشریعی ہے اور کبھی کہا کہ کلی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت جزئی ہے اور کبھی ارشاد ہوا کہ حقیقی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت ظلی و بروزی ہے۔ اور کہیں لکھا ہے کہ مستقل نبوت ختم ہوئی ہے، اور میری نبوت غیر مستقل ہے۔ غرض ان متعارض اور متضاد اقوال کو اختیار کر کے وہ سمجھے کہ ہماری نبوت بھی سیدھی ہوگئی اور مسلمانوں کے سامنے یہ کہنے کی گنجائش بھی باقی رہ گئی کہ ہم قرآن وحدیث کے صریح حکم یا امت کے اجماعی عقیدۂ ختم نبوت کے منکر نہیں ہیں، لیکن اس حدیث نے مرزا صاحب کے سارے منصوبے خاک میں ملا دیئے۔

ختم نبوت اور نزول مسیح:

آیت خاتم النبیین کی روشن دلیل کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی غرض سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا تو آخر زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام، جو متفق علیہ نبی ہیں، کیسے آسکتے ہیں؟ حالانکہ ان کا قیامت کے قریب آنا مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے اور قرآن وحدیث سے بھی ثابت ہے۔ غرض یا ختم نبوت سے انکار کیجئے، یا نزول مسیح علیہ السلام سے ہاتھ اٹھایئے۔ یہ شبہ خلط مبحث کا شاہکار ہے۔ حقیقت میں ان دونوں عقیدوں کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے، اور اس کے دلائل یہ ہیں:

"عربی لغت اور محاورے کی رو سے خاتم النبیین اور آخر الانبیاء کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ وصف نبوت کے ساتھ (اس عالم میں) سب سے آخر میں متصف ہوئے۔ یعنی آپؐ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپؐ سے پہلے تمام انبیاء وفات پاگئے ہوں۔ اہل عرب جب خاتم الاولاد یا آخر الاولاد بولتے ہیں تو مراد یہی ہوتی ہے کہ یہ بچہ سب سے آخر میں پیدا ہوا، نہ یہ کہ پچھلی تمام اولاد کا صفایا ہوچکا۔ حدیث میں اسی مفہوم کی صراحت یوں ہے کہ حضرت سہلؓ ابن سعد الساعدی راوی ہیں کہ:

"حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے فرمایا: اے میرے چچا! اپنی جگہ ٹھہرے رہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہجرت ختم کردی ہے، جیسا کہ مجھ پر انبیاء کو ختم کردیا ہے۔" (طبرانی، ابونعیم، ابویعلیٰ، ابن عساکر اور ابن النجار نے روایت کیا)

دیکھئے خود حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کو ختم ہجرت کی تمثیل میں پیش فرماکر بحث کا خاتمہ فرمادیا۔ کسی ادنیٰ سمجھ بوجھ والے آدمی پر بھی یہ بدگمانی نہیں کی جاسکتی کہ وہ حضرت عباسؓ کے خاتم المہاجرین ہونے کو ان سے پہلے مہاجرین کو دنیا میں باقی رہنے کا مخالف یا معارض سمجھے۔ یا حضرت عباسؓ پر ختم ہجرت کا یہ مطلب قرار دے کہ ان سے پہلے کے سب مہاجرین مرچکے۔

ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ: "واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح" (الاحزاب) کی تفسیر میں فرمایا: "میں خلقت میں سب انبیاء سے پہلے اور بعثت میں سب کے آخر میں ہوں۔" اس حدیث نے بھی خاتم النبیین کے معنی کو بالکل صاف کردیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ آپ کی بعثت دنیا میں سب سے آخر میں ہوئی، نہ یہ کہ آپؐ سے پہلے سارے انبیاء کرام علیہم السلام وفات پاچکے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق احادیث میں اس امر کی تصریح موجود ہے کہ آپؑ اس دنیا میں جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو نبی کی حیثیت سے نہیں، بلکہ امام کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور شریعت محمدی کی پیروی کریں گے۔

انکار ختم نبوت کی سزا:

قرآن وحدیث، آثار صحابہ کرامؓ اور اقوال ائمہ ومفسرین ختم نبوت کے اس اجماعی عقیدے پر نہ صرف کلی طور پر متفق ہیں، بلکہ اس سے انکار کرنے اور آیت خاتم النبیین کی خلاف اجماع تاویل کرنے کو قابل تعزیر جرم قرار دیتے ہیں۔ سید محمد آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور ومستند تفسیر روح المعانی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے خلاف شبے کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ کے اس عالم میں وصف نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد وصف نبوت کا پیدا ہونا بالکل منقطع ہوگیا۔ جن وانس میں سے کسی میں اب یہ وصف پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور یہ مسئلہ ختم نبوت اس عقیدے سے ہرگز معارض نہیں، جس پر امت نے اجماع کیا ہے، اور جس میں احادیث شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں، اور شاید درجہ تواتر معنوی کو پہنچ جائیں اور جس پر قرآن نے تصریح کی ہے اور جس پر ایمان لانا واجب ہے، اور اس کے منکر، مثلاً فلاسفہ کو کافر سمجھا گیا ہے، یعنی آخر زمانے میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں نبوت ملنے سے پہلے وصف نبوت کے ساتھ متصف ہوچکے ہیں۔"

اسی آیت کی شرح کرتے ہوئے علامہ آلوسیؒ مزید فرماتے ہیں:

"اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن بول اٹھا، اور جس پر احادیث نے صاف صاف تقریر کی اور جس پر امت نے اجماع کیا۔ اس لئے اس کے برخلاف دعویٰ کرنے والے کو کافر سمجھا جائے گا اور اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے گا۔"

حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ جو علوم ظاہرہ و باطنہ کے مسلم امام ہیں، آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں ایک ایسا مضمون تحریر فرماتے ہیں کہ گویا قادیانی فتنہ ان پر منکشف ہوگیا تھا، اسی کی رد کے لئے یہ الفاظ لکھے ہیں:

"خوب سمجھ لو کہ تمام امت نے خاتم النبیین کے الفاظ سے یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت بتلارہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول۔ اور اس پر بھی اجماع واتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص اور جس شخص نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی، اس کا کلام ایک بکواس وہذیان ہے، اور یہ تاویل امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ اس میں کوئی تاویل وتخصیص نہیں۔"

امام حدیث علامہ شاطبیؒ جو آٹھویں صدی ہجری کے مشہور ومعروف امام ہیں، اپنی کتاب "اعتصام" میں ان لوگوں کی ایک مختصر فہرست شمار کرتے ہیں، جنہوں نے نبوت یا وحی یا عصمت کا دعویٰ کیا اور امت کے اجماع نے ان کو واجب القتل سمجھا۔ اسی سلسلے میں امام موصوف نے فازازی نام کے ایک شخص کا واقعہ لکھا ہے کہ:

"اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس نے بہت سے ایسے شعبدے بھی دکھائے جو کرامت یا خارق عادت سمجھے جاتے ہیں۔ عوام ہر زمانے میں عجائب پرست ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بھی ایک گروہ اس کے ساتھ ہوگیا۔ یہ شخص بھی مرزا غلام احمد کی طرح اتباع قرآن کا مدعی تھا۔ اس لئے اس نے آیت خاتم النبیین کی ایسی تاویلات شروع کیں، جن کے ذریعے آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی کی گنجائش نکل آئے۔ مگر علمأ وقت نے اس کے دعوے اور تاویلات کو اتفاق رائے سے کفر والحاد قرار دیا۔ چنانچہ اس زمانے کے امام مقتدر شیخ المشائخ ابوجعفر ابن زبیرؒ کے فتوے پر اس کو قتل کردیا گیا۔"

بقیہ: مرزا قادیانی کے حالات ودعاوی

میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفا احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔

(اربعین نمبر۴ روحانی خزائن ص ۴۳۵،۴۳۶ ج ۱۷)

(۴)...... یٰس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم (بیشک تو رسولوں میں سے ہے، سیدھی راہ پر ہے)۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

(۵)...... فکلمنی ونادانی وقال انی مرسلك الی قوم مفسدین وانی جاعلك للناس اماما وانی مستخلفك اکراما کما جرت سنتی فی الاولین۔ (انجام آتھم روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۷۹)

"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ"

(اعجاز احمدی ص ۷ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

"اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔" (انجام آتھم روحانی خزائن ص ۶۲ ج ۱۱)

یہ ہیں مرزا غلام احمد کے چند دعاوی جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ ان سبھی دعاوی کے صرف دو محرکات ہیں:

(۱)...... مسلمانوں میں افتراق پیدا کرکے حکومت برطانیہ کی کاسہ لیسی کرنا۔

(۲)...... مالیخولیا مراق کا اثر ظاہر ہونا۔

ان ہی دو وجوہات کو عوام کے سامنے بیان کرکے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی بتدریج بیان کرنے چاہئیں تاکہ عوام کا ذہن اس بات کو آسانی قبول کرنے پر آمادہ ہو کہ ان بلند بانگ دعوؤں کی بنیاد روحانیت، عقلیت یا حقیقت پر نہیں بلکہ صرف مادیت پرستی، بدعقلی اور کذب پر ہے۔

بقیہ: علماء وائمہ مساجد کی خدمت میں

عموماً تقریباً ۷ سے ۱۸ سال تک کے بچے اور بچیاں لی جاتی ہیں۔

اگر اسباب و وسائل اجازت دیں تو آدھا گھنٹہ کمپیوٹر کا بھی رکھ لیتے ہیں، جس سے اس گھرانے کے بچے بھی آجاتے ہیں، جن کا عموماً دینی مزاج نہیں ہوتا لیکن یہاں آنے سے الحمدللہ کافی تبدیلی محسوس ہوتی ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جو دینی گھرانوں کے بچے ہیں وہ بھی کمپیوٹر کا استعمال سیکھ لیتے ہیں۔ کوشش کی جاتی ہے کہ اگر گیارہ بجے یہ کورس شروع ہو تو ظہر کی نماز پڑھ کر بچے گھر واپس جائیں تاکہ نماز پڑھنے کی عملی مشق ہو جائے۔ اگر شام کے اوقات میں یہ کورس ہو تو عصر یا مغرب اساتذہ کی نگرانی میں پڑھیں، سنن وآداب کی رعایت کے ساتھ نماز پڑھی جائے تاکہ بچپن سے بچپن تک یہ نماز "تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر" کا ذریعہ بن سکے۔

اسکولوں کے ان اساتذہ کرام کی خدمات لینے کی کوشش ہوتی ہے جو دینی مزاج کے حامل ہوں یا وہ علمأ کرام جو اسکول کے بنیادی مضامین پڑھانے کی صلاحیت رکھتے ہوں تاکہ اسکولوں کے بچوں کے مزاج سے واقف ہوکر ان کی تربیت کرسکیں یا وہ احباب جو دعوت وتبلیغ میں کچھ وقت لگا چکے ہوں یا بزرگوں کی صحبت میں بیٹھے ہوں ان کی خدمات بھی لی جاسکتی ہیں۔

مزید اس سلسلے میں تفصیل معلوم کرنی ہو: اور آپ کا ارادہ ہو تو ہمارے یہاں اس سلسلے میں جو کتابیں بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں طبع ہو چکی ہیں وہ منگوا سکتے ہیں اسی طرح سمر کورس کی کتاب بھی بذریعہ ڈاک منگوا سکتے ہیں۔

محمد عاصم ذکی
۳۶/عامل کالونی نزد بنوری ٹاؤن، کراچی
فون: ۴۹۱۰۸۵۹۔۴۸۵۴۸۰۸

تحریر: مولانا محمد اشرف کھوکھر

توضیح و تشریح الغفار جل جلالہ

سراپا معصیت میں ہوں سراپا مغفرت وہ ہے — خطا کوشی ہے روش میری، خطا پوشی کام اس کا

الغفار جل جلالہ اسماء الحسنیٰ میں سے ایک ہے جس کا معنی سورۃ المومن میں غافر الذنب (گناہ کا بخشنے والا) خود اللہ رب العزت نے فرمایا:

"وھو الغفور الرحیم"

وہ بڑا مغفرت والا ہے (سورۃ یونس:۱۰۸)

بڑا رحمت والا ہے اور اسی طرح سورۃ ص میں بھی فرمایا:

ترجمہ: "وہی پروردگار ہے، آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان چیزوں کا، وہ بڑا زبردست ہے بڑا بخشنے والا ہے۔"

معلوم ہوا اللہ رب العزت انسانوں کے گناہوں کو بخشنے والا اور عیبوں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔

اللہ رب العزت کی مخلوق تین طرح کی ہیں:

(الف) فرشتے: یعنی ملائکہ، ایسی مخلوق خدا ہے کہ ان میں خیر کی قوت زیادہ اور شر و معصیت کم ہے اور وہ اللہ کے حکم کی بجا آوری میں ہر وقت مصروف ہیں۔

(ب) جنات: ایسی مخلوق خدا ہیں کہ ان میں شر کی خاصیت زیادہ ہے، بعض مسلمان ہیں اور بعض کافر اور بہت سی مخلوق کو نقصان پہنچانے والے ہیں۔

(ج) انسان: انسان میں اللہ رب العزت نے خیر کی صلاحیت زیادہ رکھی ہے، اس کے ساتھ ساتھ شیطانی قوتیں بھی راہ راست سے بھٹکانے کے لئے ہر وقت مصروف رہتی ہیں۔ صراط مستقیم سے بھٹکانے والے بعض تو جنوں میں سے ہیں اور بعض انسانوں میں سے ہیں۔

انسان کو اللہ رب العزت نے اپنا خلیفہ بنا کر ایک خاص مدت کے لئے دنیا میں بھیجا ہے کہ یہاں اس کو اپنی کارکردگی دکھلانے کے لئے پورا پورا موقع فراہم کیا گیا ہے پھر اس کو واپس ایک دن اللہ رب العزت کے سامنے جانا ہے، وہاں اس کی دنیاوی کارکردگی کا محاسبہ کیا جائے گا۔

دنیا میں انسان کو فکری اور عمل آوارگی کے لئے یوں ہی آزاد نہیں چھوڑا گیا بلکہ پیغامبران حق کے ذریعے صلاح و فلاح کی راہ دکھادی گئی ہے اور اب پوری انسانیت تک اللہ رب العزت نے اپنے آخری نبی و رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث فرما کر دین اسلام کو پسند فرمالیا ہے۔ اب تاقیام قیامت نہ امت اجابت بلکہ امت دعوت کی کامیابی و کامرانی رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر پرخلوص عمل کرنے میں مضمر ہے۔

انسان میں جب شر کی قوتیں زور آور ہو جاتی ہیں تو وہ "نفس لوامہ" کی ملامت پر کان نہیں دھرتا بلکہ نفس امارہ (برائی پر اکسانے والے نفس) کی بات مانتا ہے تو دنیاوی لالچ میں پھنس جاتا ہے۔ زن، زر، زمین کی ہوس اسے گناہوں اور معصیت کی دلدل میں پھنسا دیتی ہے۔ اللہ رب العزت جو غفور الرحیم بھی ہے اور الغفار جل جلالہ بھی وہ ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے۔ آنکھیں اس لئے عطا فرمادیں کہ ہم اللہ کی نعمتوں کو دیکھ کر زبان و دل سے اللہ کی حمد و ثنا کریں، صراط مستقیم کو دیکھیں اور حالات و افتاد زمانہ کا مقابلہ کرکے صراط مستقیم پر چلیں اور استقامت کی دعا کرتے رہیں۔ بڑوں کو ادب سے دیکھیں اور چھوٹوں کو شفقت بھری نگاہوں سے دیکھیں لیکن ہم نے اس کے برعکس کیا۔ اکثر گناہ ایسے ہیں جن کا تعلق زبان اور ہاتھوں سے ہے۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم ہے کہ:

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔"

غیبت اور بہتان جیسے بے لذت گناہ زبان سے ہی سرزد ہوتے ہیں، ہم کسی مصیبت زدہ کو شفقت و محبت بھرے الفاظوں سے مخاطب کریں تو ممکن ہے کہ ہماری ہمدردی اس مصیبت زدہ اور پریشان حال انسان کیلئے مرہم بن جائے۔ اگر ہم اسی زبان سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے مکمل دین کی دعوت دینے والے ہوں تو ممکن ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں اور ہمارے بھائی بندوں کو صراط مستقیم پر چلادے اور استقامت سے نوازدے۔

زبان کے بے جا استعمال کی وجہ سے بہت سی معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں اگر ہم اس کو قابو میں

رکھیں تو بہت سی برائیوں کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم ہے کہ:

”تم دو چیزوں کے درمیان لوتھڑے کی ضمانت دو اور میں تمہیں جنت کی بشارت (خوشخبری) دیتا ہوں۔“

اسی طرح بہت سے گناہوں کا تعلق انسان کے ہاتھوں سے، انہی ہاتھوں کے غلط استعمال کی وجہ سے بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں، بہت سے جھگڑے اور فسادات برپا ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہاتھوں جیسی نعمت تو اس لئے دی ہے کہ ہم مخلوق خدا کو ان سے فائدہ پہنچائیں اور اپنے لئے اپنے خاندان، کنبے، قبیلے ملک وقوم اور امت مسلمہ بلکہ پوری انسانیت کے لئے انتہائی تضرع و عاجزی سے ان ہاتھوں کو بارگاہ رب العزت میں اٹھائیں اور پرخلوص دعائیں مانگیں۔ اللہ کے سامنے روئیں، اور اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی شکل بنا کر مانگیں تاکہ اللہ رب العزت عاجزی سے اٹھائے ہوئے ان ہاتھوں کو خالی نہ لوٹائیں۔ ہم بندوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی بجائے ہمیشہ انتہائی خلوص کے ساتھ اللہ رب العزت سے مانگنے والے بنیں تاکہ وہ الغفار ﷻ ہماری غلطیوں، کوتاہیوں اور گناہوں کو معاف فرمادے جو بہت غفور الرحیم ہے۔

آنکھیں اللہ رب العزت کا بہت بڑا عطیہ ہیں جو لوگ ان عظیم نعمتوں سے محروم ہیں ہم ان سے آنکھوں کی قدر پوچھیں!! اللہ رب العزت نے ہمیں آنکھوں جیسی نعمت تو اس لئے عطا فرمائی کہ ہم ان آنکھوں کو صحیح استعمال کریں۔ نظائر قدرت خداوندی کو دیکھ کر اللہ کے ذکر میں مشغول رہیں لیکن اکثر اوقات ہم اس کے برعکس کرتے ہیں۔ بصارت کے حقوق ادا نہیں کرتے بلکہ بدنظری اور اپنے دیگر بھائی بندوں کی اشاروں کناؤں سے بے توقیری کرتے ہیں۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم ہے کہ:

”نگاہ شیطان کے تیروں میں سے زہر آلود تیر ہے جس پر یہ پڑ جائے اس کا عکس دل میں اتر جاتا ہے۔“

اگر ہم کسی پھول کو دیکھ کر آنکھیں کی طراوت کو دل میں اتاریں تو فوراً قلب سے محظوظ ہو کر ”سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم“ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسی طرح اگر ہم بدنظری سے نہ بچیں تو شیطانی وسوسے قلب کو مضمحل کر دیتے ہیں اور انسان ذکر اللہ سے غافل ہو جاتا ہے، بہت سے لوگ بدنظری کے گناہ بے لذت میں مبتلا رہتے ہیں لیکن الغفار ﷻ پردہ پوشی فرماتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے اثر سے فوری گرفت نہیں فرماتے۔

کان (سماعت) جو اس خمسہ میں سے بہت بڑا عطیہ خداوندی ہیں ہم میں سے بہت سے لوگ اس عطیہ خداوندی کی ناقدری کرتے ہیں، یعنی اکثر اوقات غیبت، بدگوئی اور لایعنی باتوں کے سننے میں لگے رہتے ہیں۔ ہم ان سے کلام اللہ سنتے، اپنے بزرگوں کی نصیحتوں کو سنتے، برائیوں سے بچنے اور نیکی اور صلاح و فلاح کے کاموں کی تدبیریں کرتے لیکن ہم اس کے برعکس کرتے ہیں تو وہی الغفار ﷻ فوری گرفت نہیں فرماتا۔

دل انسانی ضمیر کی خوابگاہ ہے، شرارتوں اور سازشوں کی آماجگاہ بھی ہے، خواہشات کا خزانہ اور مسرتوں کا گہوارہ، غموں کا سمندر اور ارمانوں کا بجلی گھر بھی، اس کے ساتھ ہی تمناؤں کا مرکز، حسرتوں کا قبرستان، عشق کا میدان اور خودی کا دولت خانہ ہے۔

حضرت لقمان حکیم کا نام مسلمانوں میں بڑی عقیدت کے ساتھ لیا جاتا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دانائی اور عقلمندی کا اعتراف کیا ہے، جب آپ غلامانہ زندگی میں تھے تو ایک دفعہ آپ کے آقا نے آپ کو حکم دیا کہ جاؤ ایک بکری لے جا کر ذبح کرو اور اس کے گوشت کا بہترین حصہ نکال کر لاؤ۔ حضرت لقمان حکیم نے بکری ذبح کر کے اس کی زبان اور اس کا دل لے جا کر اپنے مالک کے سامنے رکھ دیا۔ کچھ دنوں کے بعد مالک نے آپ کو ایک اور بکری دے کر اس کے گوشت کا بدترین حصہ نکال لانے کو کہا تو حضرت لقمان حکیم نے بکری کا دل اور زبان مالک کے سامنے رکھ دیا۔ مالک نے متحیر ہو کر پوچھا: بہترین اور بدترین حصے تمہارے نزدیک ایک ہی ہیں؟ آپ نے فرمایا: پاک ہوں تو ان سے بہتر کوئی چیز نہیں اور اگر ناپاک ہوں تو ان سے بری چیز بھی کوئی نہیں۔

بقول علامہ اقبالؒ:

”دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں“

دل اور آنکھوں کا رشتہ بھی بہت گہرا ہے۔ آنکھیں دل کی ترجمان ہوتی ہیں۔ اگر دل میں جذبات موجود ہیں تو آنکھیں خوشی سے مہک اٹھتی ہیں، کرنیں پھوٹ پڑتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ حقیقی خوبصورتی کا سرچشمہ بھی دل ہے۔ اگر دل سیاہ ہو تو چمکتی ہوئی آنکھیں کچھ کام نہیں دیتیں۔ اللہ کے بندوں کے دل کسی بھی وقت ساکن نہیں ہوتے، کیونکہ دل ذکر اللہ سے سکون پاتا ہے اس لئے ارشاد باری تعالیٰ کا مفہوم ہے کہ:

”کیا ایمان والوں کے لئے وقت نہیں ہے کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے آگے جھک جائیں۔“

ہمیں چاہئے تو یہ ہے کہ ہم ہر آن ہر لمحہ اپنے دلوں کی دھڑکنوں کو ذکر اللہ کی زبان دیں لیکن ہم غافل رہتے ہیں پھر بھی الغفار ﷻ ہمیں معاف فرمادیتے ہیں:

تیرا وصل ہو، خواہش دل یہی ہے
محبت کا الفت کا حاصل یہی ہے

قتل، چوری، زنا، شراب نوشی، لعین، دھوکہ دہی،

باقی صفحہ 17 پر

تحریر: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

شہید ختم نبوت .... جامع شخصیت

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ گوں ناگوں خوبیوں کا مرقع تھے، اہل حق کے دل کا سرور اور آنکھوں کے نور حضرت شہید ختم نبوتؒ کی شخصیت وکردار، کارناموں اور خدمات دینیہ کا چند اوراق پر نقشہ کھینچنا اوران کا احاطہ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے۔ حضرت حکیم العصر صرف میدان تصنیف وتالیف، تصوف وتدریس کے شہسوار ہی نہ تھے بلکہ آپؒ نے دینی، مذہبی، سیاسی، سماجی، جہادی اور تعلیمی دنیا میں ایسے یادگار نقوش چھوڑے ہیں جو رہتی دنیا تک حاملین قرآن وسنت کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔ (مدیر)

محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، پروردگار عالم نے انہیں بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا، بلاشبہ آپ اپنے زمانے کے رازیؒ وغزالیؒ تھے کہ فلسفہ کی گتھیاں سلجھاتے نظر آتے ہیں، آپ اس دور کے "جنید وشبلی" تھے کہ تصوف کے عقدے حل کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، آپ کا وجود علم و عمل کا جیتا جاگتا نمونہ تھا، آپ کا ہر سانس اور قلم کی ہر جنبش علم وعمل کی ترقی، اسلام کی سربلندی، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت، ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ، عظمت اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ثقاہت، حجیت حدیث، کے بیان میں گزری۔

آپ امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے بے تاب نظر آتے، اسکیلئے آپ نے اپنی حیات مستعار میں جماعتوں جتنا کام کیا، گویا آپ اپنی ذات میں انجمن تھے، یوں تو دین کے تمام شعبوں میں آپ مصروف عمل تھے لیکن عقیدۂ ختم نبوت کے ساتھ اتنا تھا کہ آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، اوڑھنا بچھونا گویا جماعت ختم نبوت تھی۔ آپؒ نے قادیانیت کے خلاف اتنا لٹریچر چھوڑا کہ آئندہ آنے والی نسلیں ان سے بھرپور استفادہ کرتی رہیں گی۔

زور استدلال:

پروردگار عالم نے حضرت لدھیانویؒ کو بات سمجھانے اور زور استدلال کی قوت سے وافر حصہ عنایت فرمایا تھا، جنگ صدر کے مولانا ریاض الحسن قادری نے بتلایا کہ ڈرگ روڈ کراچی کے ایک قادیانی نے ایک مسلمان نوجوان کو ورغلایا اور اس کے ذہن میں شکوک وشبہات پیدا کر کے اسے قادیانی بنالیا، رمضان المبارک کے ماہ مقدس میں قادیانیت سے متاثر نوجوان کو حضرت لدھیانویؒ کی خدمت میں لایا گیا، حضرتؒ نے حسب عادت اس سے انتہائی شفقت ومحبت سے گفتگو کی اور اس کے دل ودماغ میں ڈالے گئے شکوک وشبہات کا ازالہ فرمایا اور آخر سے چند نکات بتلائے کہ وہ اپنے قادیانی دوستوں کے سامنے پیش کر کے ان کے جوابات لے اور مجھے ان جوابات سے مطلع کرے، چنانچہ وہ نکات حسب ذیل ہیں:

۱:...... تمام انبیأ کرام علیہم السلام کے نام مفرد ہیں (یعنی حضرت آدم، نوح، شیث، ابراہیم، اسماعیل، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام) کسی نبی کا نام مرکب نہیں، جب کہ مرزا قادیانی کا نام مرکب (غلام احمد) [illegible]؟

۲:...... ہر نبی کی وحی اس کی قومی زبان میں نازل ہوتی رہی، جب کہ مرزا قادیانی کو مختلف زبانوں میں وحی والہام ہوئے۔

۳:...... نبی کی پہلی وحی سے لے کر آخری وحی تک گرامر کی کوئی غلطی نہیں ہوئی، جب کہ مرزا قادیانی کی خرافات میں عربی اور اردو گرامر کی بے شمار غلطیاں موجود ہیں۔

۴:...... تمام انبیأ کرام علیہم السلام نے بیت اللہ شریف کا طواف (حج وعمرہ) ادا کیا، مرزا قادیانی اس سے محروم رہا۔

۵:...... کسی نبیؑ کا کوئی استاذ نہیں ہوتا جب کہ مرزا غلام احمد نے فضل الٰہی، فضل احمد، گل علی شاہ (شیعہ) سے ظاہری علوم اور اپنے والد مرزا غلام مرتضیٰ سے طب پڑھی۔ (کتاب البریہ ص ۱۴۸ تا ۱۵۰)

۶:...... کوئی نبی کسی امتحان میں ناکام نہیں ہوا جب کہ مرزا قادیانی مختاری کے امتحان میں ناکام ہوا۔

۷:...... نبی جہاں فوت ہوتا ہے اس کی تدفین اسی مقام پر عمل میں لائی جاتی ہے (جب کہ مرزا قادیانی کی موت لاہور کی احمدیہ بلڈنگ

برانڈرتھ روڈ، نشتر روڈ میں ہیضہ کی بیماری سے ہوئی، دونوں راستوں سے غلاظت جاری تھی، صرف گیارہ گھنٹے بیمار رہ کر واصل جہنم ہوا، اور اس کی میت کو خرد جال سے تعبیر کیا کرتا تھا) پر لاد کر قادیان لے جائی گئی اور قادیان میں تدفین عمل میں لائی گئی، یعنی موت لاہور میں واقع ہوئی اور تدفین قادیان میں۔

وہ نوجوان یہ نکات نوٹ کر کے لے گیا اور قادیانی مربیوں سے گفتگو کی، مگر کوئی مربی اسے مطمئن نہ کر سکا، آئندہ جمعہ جو جمعۃ الوداع تھا، وہ حضرت لدھیانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا، چنانچہ مسجد فلاح کے نمازیوں اور سامعین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور شام کو اس کے اعزاز میں عظیم الشان افطاری کا اہتمام کیا گیا۔

آپ میں خورد نوازی بلکہ چھوٹوں کو بڑا بنانے، چھوٹوں کے کام کو تحسین کی نظر سے دیکھتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی فرمانے کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، خود علمی و عملی طور پر مصروف رہتے اور چھوٹوں کو مصروف رہنے کی تلقین کرتے تھے۔

لاہور میں اصلاحی نشست:

کراچی میں تحریر کے ساتھ ساتھ تقاریر کا سلسلہ تو جاری تھا لیکن پاکستان کے دوسرے بڑے شہر لاہور کے باسی آپ کی نصائح اور ارشادات سے محروم تھے، آپ کی ہی نیاز مند جناب عتیق انور اسامہ نے مولانا مفتی محمد جمیل خان سے مل کر لاہور میں ''اصلاحی خطاب'' کے عنوان سے ماہانہ پروگرام کی صورت نکالی، اور اس طرح لاہور کے احباب کو استفادہ کا موقع ملنا شروع ہوا اور آپ کی شہادت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

ختم نبوت کے کام کی شان:

ایک مرتبہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمومی کے ارکان سے دفتر مرکزیہ ملتان میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''دین کے جتنے بھی شعبے ہیں سب ہی اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں، اور سب ہی مبارک ہیں، لیکن ختم نبوت کے تحفظ کی اپنی شان ہے۔'' مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ: جیسے ایک بادشاہ امور مملکت چلانے کے لئے مختلف محکمے قائم کرتا ہے سب سے اہم ترین محکمہ وزیر اعظم کا ہے، اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے محکمے درجہ بدرجہ ہیں، لیکن جو قرب بادشاہ کے ساتھ درجہ چہارم کے ملازمین کو حاصل ہے (جو بادشاہ کے حفاظتی دستہ میں شامل ہیں وہ قرب وزیر اعظم کو بھی نہیں) فرمایا دین کے جتنے کام ہیں کوئی وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہے اور کوئی کسی وزارت اعلیٰ پر لیکن جو قرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ختم نبوت کے کارکنوں کو حاصل ہے وہ دین کے دوسرے شعبہ جات میں کام کرنے والوں کو بھی نہیں کیونکہ یہ براہ راست حفاظتی دستہ میں شامل ہیں۔

ایک مرتبہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ لدھیانویؒ ہواؤں میں اڑتا ہے، اور اسے ہر قسم کی آسائش کا سامان مہیا ہے، میرا ابتدائی دور بھی آپ لوگوں کی طرح ہے، جب میں مجلس میں آیا تو پندرہ دن ملتان اور پندرہ دن بیجات کراچی کے لئے متعین ہوئے اور وظیفہ ۲۵۰ روپے تھا، اسی میں خورد و نوش اور کرایہ کا بندوبست بھی کرتا، ایک دن حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ کا مشاہرہ کتنا ہے؟ میں نے بتلایا تو پوچھا کہ کرایہ اور خورد و نوش؟ میں نے کہا کہ سب اسی سے پورا کرتا ہوں، حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ وظیفہ میں اضافہ کے لئے حضرت بنوریؒ سے کیوں نہیں کہتے؟ میں نے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے، غالباً حضرت مفتی صاحبؒ نے حضرت بنوریؒ سے ذکر کیا ہوگا کہ شام کے وقت حضرت بنوریؒ تشریف لائے اور فرمایا مولوی صاحب! آپ کی تنخواہ کتنی ہے؟ میں نے بتلایا اور خورد و نوش اور سفر خرچ کا پوچھا تو بتلانے پر فرمایا کہ اس ماہ سے آپ کا وظیفہ ۱۲۰۰ روپے ہوگا اور کھانا میرے گھر سے آجایا کرے گا اور کرایہ بھی میں ہی دیا کروں گا۔ اس پر فرمایا کہ میں نے آج تک اپنی ذات کے متعلق اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا کسی سے سوال نہیں کیا۔

مکہ مکرمہ عمارۃ المسلفہ شارع ابراہیم خلیل میں حضرت تشریف فرما تھے، راقم کے کچھ عزیز حج و عمرہ کے لئے گئے ہوئے تھے تو راقم انہیں لے کر حضرت شہیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے عزیزوں میں ایک صاحب جماعت المسلمین سے متاثر تھے، حضرت نے ان کے سوالات کے کھل کر جوابات ارشاد فرمائے، اثنائے گفتگو مدینہ طیبہ کے ایک بزرگ (جن کا نام مجھے یاد نہیں رہا) کے متعلق فرمایا کہ انہیں اکثر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے، انہوں نے ایک مرتبہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ دنیاوی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا

کرکوئی داڑھی منڈا آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اعراض فرمالیتے تھے، تبری زندگی میں آپ کی عادت مبارکہ کیا ہے؟ تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: اگر کوئی داڑھی منڈوانے یا کتروانے والا آکر روضہ اطہر پر سلام عرض کرتا ہے تو میں اس کے سلام کا جواب نہیں دیتا۔ یہ واقعہ آپؒ نے اس درد سے سنایا کہ کئی ایک حضرات کو داڑھی رکھنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

نومبر ۱۹۹۹ء میں بندہ نے اپنی بستی میں جامع مسجد ابوبکر صدیق کے سنگ بنیاد رکھنے کے لئے دعوت دی، تو حضرت تشریف لائے، چند احباب جمع ہوگئے بندہ نے عرض کیا کہ حضرت کچھ نصیحتیں ہی فرمادیں، چونکہ ہمارے علاقہ میں حیات وممات کا مسئلہ زوروں پر ہے، مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے بتلایا آپ پر منکشف ہوا کہ آپ نے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر علماً دیوبند کے مسلک کو مدلل ومبرہن فرمایا۔

حضرت والا اپنے اکابرین کے مسلک اعتدال پر خود بھی عمل پیرا تھے اور دوسرے احباب سے بھی اس کا تقاضا فرماتے۔

شادی، غمی میں سادگی اور قناعت کی ترغیب دیتے، قدرت نے انہیں وسعت قلبی سے سرفراز فرمایا تھا، لوگ عجیب وغریب سوالات لکھتے، بعض اوقات بے ہودہ سوالات ہونے کے باوجود بھی آپ بڑی وسعت وفراخی سے جوابات دیتے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ کراچی کے کچھ احباب آئے اور بڑے عجیب فخریہ انداز میں بتلانے لگے کہ اس سال ہم نے دو اڑھائی لاکھ روپے تقسیم کئے ہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ بیس بائیس لاکھ تو میرے جیسے درویش کے ہاتھوں تقسیم ہوئے، اس میں بتلانے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر فرمایا یہ میرا یا آپ لوگوں کا کیا کمال ہے؟

اپنی حیات مستعار کے آخری مہینوں میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ بہت جلدی میں ہیں، اور اپنے کام کو جلد از جلد نمٹانا چاہتے ہیں، تصنیف وتالیف کے لئے مستقل شعبہ، طباعت کے لئے مکتبہ لدھیانوی کا قیام اور تصوف کے سلسلہ میں جو امانت آپ کو اپنے مشائخ سے ملی تھی اسے جلد از جلد آگے پہنچانے اور باصلاحیت اور باہمت لوگوں کے سپرد کرنے میں جلدی فرمارہے تھے۔

کئی ایک حضرات کو معروف طریقہ سے ہٹ کر خلافت سے سرفراز فرمایا، گویا آپ جلدی میں ہیں اور اپنا کام ختم کرنے کی فکر میں ہیں، کسی کو جیل میں خلافت نامہ بھجوارہے ہیں اور کسی کو میدان عرفات میں خلافت دی جارہی ہے، کسی کو اپنے گھر اور مسجد میں بلاکر خلافت سے نوازرہے ہیں اور کسی کے گھر اور دفتر میں جاکر اس نعمت عظمیٰ سے نواز رہے ہیں۔

یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ اس خلافت کے ذریعہ پوری جماعت کو ایک امیر کے ماتحت کرنا چاہتے ہیں تاکہ کفر کو ہر میدان میں شکست فاش سے دوچار کیا جاسکے، آپ نے مختلف دینی جماعتوں کے قائدین کو خلافت سے نوازا تو ان کے طرز فکر میں واضح فرق نظر آنے لگا۔ اللہ پاک آپ کی مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماکر آپؒ کے لئے صدقہ جاریہ فرمائے۔ (آمین)

☆☆.................☆☆

بقیہ: توضیح وتشریح الغفار جل جلالہ

جھوٹ، غیبت، ریاکاری، کم تولنا، ذخیرہ اندوزی یہ ایسے گناہ ہیں کہ ان میں ہم میں سے کم وبیش مبتلا ہیں۔ جھوٹی قسمیں کھانا، پڑوسیوں کو ناحق ستانا، ملاوٹ کرنا، خیانت کرنا وغیرہ یہ سب گناہ ہیں۔ ہم جانتے بوجھتے ہوئے ان سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ عصر حاضر میں غیبت مجالس کی رونق بن چکی ہے۔ جسے مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف کہا گیا ہے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے زنا سے بھی زیادہ گناہ قرار دیا گیا ہے لیکن اس گناہ بے لذت میں اکثر لوگ مبتلا ہیں بقول مولانا الطاف حسین حالیؒ:

مجالس میں غیبت کا زور اس قدر ہے
کہ آلودہ اس خو میں ہر بشر ہے
نہ بھائی کو بھائی سے یاں درگزر ہے
نہ ملا نہ صوفی کو اس سے حذر ہے

خلاصہ یہ کہ بندگان خدا ہر آن مختلف گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں مگر وہ الغفار ﷻ کا دریائے مغفرت مخلوق کے گناہوں کو کسی نہ کسی طرح بہالے جاتا ہے۔

رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے طفیل الغفار ﷻ ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی کرتا ہے "غفور الرحیم" جو ہوا۔ مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے بہت خوب فرمایا تھا کہ:

سراپا معصیت میں ہوں سراپا مغفرت وہ ہے
خطا کوشی ہے روش میری، خطاپوشی کام اس کا

آیئے بخاری شریف میں مذکور مسنون دعا جسے سید الاستغفار کہا گیا ہے۔ الغفار ﷻ کے سامنے انتہائی تضرع وعاجزی سے دست دعا دراز کرتے ہیں

ترجمہ: "اے اللہ تو میرا رب ہے، معبود تو ہے اور کوئی نہیں۔ تو نے ہی مجھے بنایا ہے، میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد اور وعدہ پر ہوں۔ جتنا کہ مجھ سے ہوسکتا ہے۔ اپنے کرتوتوں کی برائی سے میں تیری پناہ کا خواہاں ہوں۔ تیری نعمتیں جو مجھ پر ہیں، مجھے ان کا اقرار ہے، تو مجھے بخش دے گناہوں کو، تیرے سوا اور کوئی نہیں بخشنے والا۔

(ادارہ)

مرزا قادیانی کے مختصر حالات اور بلند بانگ دعوے

سوال ۱:..... مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے مختصر حالات تحریر کریں جس میں اس کے دعویٰ نبوت تک پہنچنے کے تدریجی مراحل کا بحوالہ بیان ہو؟ وضاحت سے لکھیں۔

جواب:..... **نام ونسب:**

مرزا غلام احمد قادیانی خود اپنا تعارف کراتے ہوئے لکھتا ہے:

"میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پر دادا صاحب کا نام گل محمد تھا، اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے، اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔"

(کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۳۴، روحانی خزائن ص ۱۶۲ ج ۱۳)

تاریخ ومقام پیدائش:

مرزا غلام احمد قادیانی کا آبائی وطن قصبہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب ہے اور تاریخ پیدائش کے سلسلہ میں اس نے یہ وضاحت کی ہے:

"میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔"

(کتاب البریہ ص ۱۴۶، روحانی خزائن ص ۱۷۷ ج ۱۳)

ابتدائی تعلیم:

مرزا غلام احمد قادیانی نے قادیان میں ہی رہ کر متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، جس کی قدرے تفصیل خود اس کی زبانی ملاحظہ ہو:

"بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر (استاذ کا احترام ملاحظہ ہو) رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا، اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی، اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے، وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا، ان کا نام گل علی شاہ تھا، ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی گویا کہ میں دنیا میں نہ تھا۔" (کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۴۸ تا ۱۵۰، روحانی خزائن ص ۱۷۹ تا ۱۸۱ ج ۱۳ بر حاشیہ)

جوانی کی رنگ رلیاں اور ملازمت:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب کچھ شعور حاصل کیا اور جوانی میں قدم رکھا تو نادان دوستوں اور احباب کی بدولت آوارہ گردی میں مبتلا ہو گیا، اس کا کچھ اندازہ حسب ذیل واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے، مرزا کا اپنا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا، جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا، جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا، حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔" (سیرۃ المہدی حصہ اول ص

۳۴ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

''مرزا نظام الدین و مرزا امام الدین وغیرہ پرلے درجے کے بے دین اور دہریہ طبع لوگ تھے۔''
(سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۱۴)

حکومت برطانیہ کا منظور نظر:

سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران مرزا غلام احمد نے یورپین مشنریوں اور بعض انگریز افسروں سے پینگیں بڑھانی شروع کیں اور مذہبی بحث کی آڑ میں عیسائی پادریوں سے طویل خفیہ ملاقاتیں کیں اور انہیں اپنی حمایت و تعاون کا پورا یقین دلایا چنانچہ سیرت مسیح موعود ص ۱۵ (ربوہ) میں برطانوی انٹیلی جنس سیالکوٹ مشن کے انچارج مسٹر ریورنڈ بٹلر کی مرزا سے ملاقات کا ذکر موجود ہے۔ یہ ۱۸۶۸ء کی بات ہے۔ اس کے چند دن بعد ہی مرزا غلام احمد قادیانی نے سیالکوٹ کچہری کی ملازمت ترک کر کے قادیان میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اور تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا۔ (مرزا صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء) تک چار سال ملازم رہے۔'' (سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۵۳ تا ۱۵۸ ملخصاً)

صداقت اسلام کے نعرہ سے اسلام کی بیخ کنی کا آغاز:

قادیان پہنچ کر پہلے تو عام مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں، ہندوؤں اور آریوں سے کچھ نامکمل مناظرے کئے، اس کے بعد ۱۸۸۰ء سے (براہین احمدیہ) نامی کتاب لکھنی شروع کی، جس میں اکثر مضامین عام مسلمانوں کے عقائد کے مطابق تھے، لیکن ساتھ ہی اس میں مرزا نے اپنے بعض الہامات داخل کر دیئے اور طرفہ یہ کہ صداقت اسلام کے دعویٰ پر لکھے جانے والی اس کتاب میں انگریزوں کی مکمل اطاعت اور جہاد کی حرمت کا اعلان شد و مد کے ساتھ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک براہین احمدیہ کے ۴ حصے لکھے جب کہ پانچواں حصہ ۱۹۰۵ء میں شائع کیا۔

دعاوی مرزا:

مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۸۰ء تک صرف اپنے ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا رہا، ۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا، ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود کا، ۱۸۹۸ء میں مہدی ہونے کا اور ۱۸۹۹ء میں ظلی بروزی نبوت کا اور ۱۹۰۱ء میں باقاعدہ نبوت کا دعویٰ کیا، ذیل میں چند اہم دعاوی باحوالہ سن وار لکھتے ہیں:

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ:

''خدا نے اپنے الہام میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔''
(اربعین ص ۱۵ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

۱۸۸۲ء مجدد ہونے کا دعویٰ:

''جب تیرہویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔'' (کتاب البریہ ص ۱۶۸ بر حاشیہ، روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۱)

۱۸۸۲ء مامور ہونے کا دعویٰ:

''میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔'' (نصرۃ الحق در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۶۶ و کتاب البریہ در روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۳)

۱۸۸۲ء نذیر ہونے کا دعویٰ:

''الرحمٰن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر اباؤ ہم'' (خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تا کہ تو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے) (تذکرہ ص ۴۳، براہین احمدیہ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۲۶۹، ضرورۃ الامام در روحانی خزائن ص ۵۰۲ جلد ۱۳، براہین احمدیہ حصہ ۵ در روحانی خزائن ۲۱ ج ۶۶)

۱۸۸۳ء آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ:

''یا ادم اسکن انت وزوجک الجنة یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة نفخت فیک من لدنی روح الصدق''

ترجمہ: ''اے آدم، اے مریم، اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے، جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔'' (تذکرہ ص ۷۰، براہین احمدیہ روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۰ حاشیہ)

تشریح:

''مریم سے مریم ام عیسیٰ مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں، ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہے بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے۔''
(مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۸۲ بحوالہ تذکرہ ص ۷۰)

۱۸۸۴ء رسالت کا دعویٰ:

الہام: ''انی فضلتک علی العالمین قل ارسلت الیکم جمیعا''۔ (میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں) (تذکرہ ص ۱۲۹ مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۴ء، اربعین نمبر ۲ ص ۶ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۳)

۱۸۸۶ء توحید و تفرید کا دعویٰ:

الہام:...... ''تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید و اور تفرید، تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔'' (تذکرہ ص ۱۴۱، ۳۸۴، براہین احمدیہ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۸۱ حاشیہ

(درحاشیہ، اربعین نمبر۳ درروحانی خزائن ج۱۷ حاشیہ ص۴۱۳)

۱۸۹۱ء مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ:

اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارے میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے۔ (تذکرہ ص۱۴۷، تبلیغ رسالت ج۱ ص۱۵۹)

۱۸۹۱ء مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ:

الہام:...... "جعلناک المسیح ابن مریم" (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔" (تذکرہ ص۱۸۵ ازالہ اوہام درروحانی خزائن ص۴۴۲ جلد۳)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء درروحانی خزائن ص۲۴۰ جلد۱۸)

۱۸۹۲ء صاحب کن فیکون ہونے کا دعویٰ:

الہام:...... "انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون۔"

"یعنی تیری بات یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔" (تذکرہ ص۲۰۳، براہین احمدیہ حصہ ۵ درروحانی خزائن ص۱۴۴ ج۲۱)

۱۸۹۴ء مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ:

"بشرنی وقال ان المسیح الموعود الذی یرقبونہ والمہدی المسعود الذی ینتظرونہ ھو انت۔"

ترجمہ: "خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔" (تذکرہ ص۱۲۵، اتمام الحجہ درروحانی خزائن ج۸ ص۲۷۵)

۱۸۹۸ء امام زماں ہونے کا دعویٰ:

"سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں۔" (ضرورۃ الامام درروحانی خزائن ج۱۳ ص۴۹۵)

۱۹۰۰ء تا ۱۹۰۸ء ظلی نبی ہونے کا دعویٰ:

"جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا، جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ درروحانی خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

نبوت و رسالت کا دعویٰ:

(۱)......انا انزلناہ قریبا من القادیان......الخ

ترجمہ: "ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔" (براہین احمدیہ حاشیہ درروحانی خزائن ج۱ ص۵۹۳ الحکم جلد نمبر۴ شمارہ نمبر۳۰ مورخہ ۲۴/اگست ۱۹۰۰ء بحوالہ تذکرہ ص۷۶ مطبوعہ ربوہ)

(۲)...... "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء درروحانی خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

(۳)...... "میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ درروحانی خزائن ۱۸ ص۲۱۱)

(۴)...... "خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔" (تذکرہ ص۴۹۲، اربعین نمبر۳ درروحانی خزائن ج۱۷ ص۴۲۶ وضمیمہ تحفہ گولڑویہ درروحانی ج۱۷ ص۳)

(۵)...... "وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا، تاتم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔" (دافع البلاء درروحانی خزائن ص۲۲۵، ۲۲۶ ج۱۸)

مستقل صاحب شریعت نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ:

(۱)...... "قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ای مرسل من اللہ"

ترجمہ: "اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔" (اشتہار معیار الاخیار ص۳ منقول از تذکرہ ص۳۵۲ مطبوعہ ربوہ)

(۲)...... "انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا"

ترجمہ: "ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے، اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔" (حقیقۃ الوحی درروحانی خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

(۳)...... اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا، پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: "قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم" یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراہیم وموسیٰ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس

باقی صفحہ 12 پر

بشکریہ: ماہنامہ انوار القرآن، کراچی

گنبد خضراء کے سایہ میں شیخ الاسلام حافظ الحدیث

حضرت مولانا محمد عبداللہ نور اللہ مرقدہ کا ایمان افروز خطاب

فرمایا: یاد رکھو اطمینان قلب اور تمام دکھوں کا علاج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت ہے۔ اس لحاظ سے بھی صحابہ کرام انصار و مہاجرین خوش نصیب تھے کہ ان کو بے مثال نعمت حاصل تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: "میں پریشانی کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر چہرۂ انور کی زیارت کر کے سکون اور اطمینان قلب حاصل کر لیا کرتا تھا۔"

فرمایا: یہ روضہ اقدس بھی شان والا، روضہ میں آرام فرمانے والے بھی شان والے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرام کرنے والے بھی شان والے۔ ایک دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر تھے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرۂ مبارک سے باہر اس طرح تشریف لائے کہ آپ کے ایک طرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دوسری طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دایاں ہاتھ مبارک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر تھا اور بایاں ہاتھ مبارک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کندھے پر تھا اور ارشاد فرمایا: "ہم اسی طرح قیامت کے دن اس روضہ سے اٹھائے جائیں گے۔"

فرمایا: یاد رکھو قرآن و حدیث اور دینی علوم پڑھنے کے لئے علماً قرآن و حدیث کی صحبت اور معیت ضروری ہے۔

فرمایا: کامیابی اور کامرانی اولیا اللہ سے محبت اور ان کی رفاقت ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ساتھ رہو سچے لوگوں کے۔"

کیونکہ یہ لوگ راہ ہدایت کی روشنی ہوتے ہیں، اس لئے ان کے ساتھ چلنے والے کو بھی نور ہدایت مل جاتا ہے۔ فرمایا:

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ مددگار ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے اجالے کی طرف۔"

کیونکہ یہ لوگ حق و صداقت کے علمبردار ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

مگر ان کی علامت بھی ارشاد فرمائی کہ:

"الذین امنو و کانو یتقون"

ترجمہ: "یہ ایماندار ہو کر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔"

اولیاء اللہ کی یہی علامت ہے کہ وہ ہر وقت اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شفیع محشر ہیں ارشاد فرمایا:

مفہوم: "میں تو اپنے رب کے سامنے بڑی پیشی سے ڈرتا ہوں۔"

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء اللہ کی یہ علامت بتائی ہے "اذا رؤا ذکر اللہ" (یعنی ان کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے) وہ ہر وقت اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ قیامت کے دن سب انبیاء علیہم السلام اللھم سلم سلم پکاریں گے۔ لوگ فریادی بن کر سب کے پاس جائیں گے مگر سب انبیاء کرام علیہم السلام جلال خداوندی سے اس قدر متاثر ہوں گے کہ کوئی بھی اس کے لئے آگے نہ بڑھے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب انسانوں سے فرمائیں گے: "ھذا خاتم الانبیا فاذھبو الیہ" (یعنی تم سب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ تمہاری شفاعت کریں گے)۔ چنانچہ سب نبیوں کے امتی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جا کر درخواست کریں گے "انت محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء" آپ ہی شفاعت فرمادیں۔ یہ حدیث بخاری شریف میں سات مرتبہ آئی ہے اور بخاری میں یہ کلمہ خاتم الانبیاء بھی روایت ہے۔ یعنی قیامت کے دن بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار کیا جائے گا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی راہ چلی ان کی اولاد ایمان کے ساتھ ہم پہنچا دیں گے ان تک ان کی اولاد کو اور نہ گھٹائیں گے ان کے نیک اعمال سے کچھ بھی۔"

فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ مانگنا اور اس سے سوال کرنا کیونکہ سب کچھ دینے والا ہر کام کرنے والا تو وہی خداوند قدوس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا:

ترجمہ: "اور تمہارے پالنے والے نے فرمایا مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔"

پکارنے اور مانگنے کا طریقہ بھی بتادیا:

ترجمہ:"اپنے رب سے مانگو عاجزی کے ساتھ اور پوشیدگی کے ساتھ۔"

اور مانگنے پر قبولیت کا وعدہ بھی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی مہربان نہیں اور وہی رحمٰن اور رحیم ہے۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الرحمٰن وہ ذات ہے جو مانگنے پر دے دے اور الرحیم وہ ذات ہے جو نہ مانگنے والوں سے ناراض ہوجائے۔ بندہ تو مانگنے سے ناراض ہوجاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نہ مانگنے سے ناراض ہوجاتا ہے۔

اللہ یغضب حین یترک سوالہ

والعبد یغضب حین یسئال

یہاں حضرت درخواستی نوراللہ مرقدہ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ان برکات کا ذکر فرمایا جو دعاؤں کا ثمرہ ہیں۔ فرمایا حج کا سفر بھی برکات کا سفر ہے اور مدینہ منورہ کے باغوں میں قرآن حکیم کی شرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا رنگ علیحدہ علیحدہ جدا جدا اور جدا جدا بولیاں ان سب کو بنانے والا اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ فرمایا:

"اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور بھانت بھانت کی بولیاں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف۔"

یہ ساری قدرت کی نشانیاں حج میں نظر آتی ہیں۔ مختلف ممالک کے باشندے علیحدہ علیحدہ رنگوں والے، کوئی کالا، کوئی سفید گورا مختلف بولیاں بولنے والے ایک ہی خدا کی تعریف کرتے ہیں اور ایک ہی گھر کا طواف کرتے ہیں۔ فرمایا آج تو کوئی امیر ہے، کوئی فقیر ہے، کوئی صدر، کوئی وزیر۔ مگر ان سب کو پیدا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ فرمایا:

ترجمہ:"اور اللہ ہی نے نکالا تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے اس حالت میں کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور اسی نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔"

اور فرمایا:

ترجمہ:"اور ایک نشانی ان کے لئے مردہ زمین ہے، اس کو ہم نے زندگی دی اور نکالا اس سے اناج سو اسی میں سے تم کھاتے ہو اور بنائے ہم نے اس میں باغ کھجور اور انگور کے اور بہائے اس میں بعض چشمے کہ کھائیں اس کے میووں سے اور وہ نہیں بنایا ان کے ہاتھوں نے پھر وہ کیوں شکر نہیں کرتے۔"

یہ صرف عرب ہی کی خصوصیت ہے کہ یہاں ظاہری پیداوار نہ ہونے کے باوجود ہر شے ملتی ہے۔ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی:

ترجمہ:"پس تو کردے یا اللہ لوگوں کے دل پھرنے والے ان کی طرف اور رزق دے ان کو پھلوں سے تاکہ یہ تیرا شکر ادا کریں۔" (سورۂ ابراہیم)

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا:

ترجمہ:"کیا ہم نے ان کو جگہ نہیں دی ادب والے مکان میں پناہ کی کھنچے چلے آتے ہیں اس طرف پھل ہر چیز کے۔"

جس طرح مکہ مکرمہ کی برکات ہیں اسی طرح مدینہ منورہ کی ہر شے شان والی ہوگئی۔ اس کو دیکھنے والے بھی شان والے ہوگئے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں آج بھی مدینہ منورہ کا پہرہ دے رہی ہیں۔ ایک دن سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمہاری دنیا میں سے مجھے تین چیزیں پسند ہیں، خوشبو، نیک عورت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھنا اور اپنا مال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر خرچ کرنا اور یہ کہ میری بیٹی حرم نبوی میں ہے۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں:

"حکم دینا نیک کام کا اور روکنا برائی کا اور قائم کرنا اللہ تعالیٰ کی حدود کو اور ایک روایت میں پرانا لباس پہننا بھی آیا ہے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تین محبوب اشیاء کا ذکر کیا:

"ننگوں کو لباس پہنانا، بھوکوں کو پیٹ بھر کھانا کھلانا اور قرآن عزیز کی تلاوت یا سلام بہت زیادہ کہنا، پاکیزہ کلام کرنا، کھانا کھلانا۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اپنی محبوب اشیاء کا ذکر فرمایا:

"مہمان کی خدمت، گرمی کے موسم میں نفلی روزہ اور جہاد میں تلوار کا چلانا۔"

ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر اپنی تین محبوب چیزوں کا ذکر فرمایا:

"انبیاء علیہم السلام پر نازل ہونا، اللہ تعالیٰ کے پیغامات ان کو پہنچانے، تمام جہانوں کے رب کی حمد و ثنا کرنا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ مجھے خداوند قدوس نے فرمایا کہ مجھے اپنے بندوں کی تین چیزوں سے محبت ہے: دل شکر گزار اور زبان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی اور تکالیف کی حالت میں صبر کرنے والے بدن۔"

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، مجھے ان

تین چیزوں سے محبت ہے:
"اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے رہنمائی اور غیر اللہ سے کنارہ کشی۔"

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے ان تین چیزوں کے ساتھ محبت ہے:
"مدینہ منورہ میں ہمیشہ قیام کرنا، روضہ انور کا قرب اور حدیث سے محبت"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے بھی ان تین چیزوں سے محبت ہے:
"اللہ کی راہ میں ہجرت کرنا، اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔"

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے بھی ان تین چیزوں سے محبت ہے:
کسی کو دینا اللہ کے لئے اور نہ دینا بھی اللہ کے لئے اور محبت کرنا بھی اللہ کے لئے۔

اس کے بعد حضرت نے اپنی تین محبوب اشیاء کا ذکر فرمایا کہ:
اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کا شغل اور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بستی میں موت

حضرت حافظ الحدیث نور اللہ مرقدہ کے خطاب کا یہ جامع خلاصہ ہے، یہ گناہگار بھی اپنی محبوب ترین تین چیزوں کا ذکر کرتا ہے۔

اس گناہگار کو ان تین چیزوں سے محبت ہے: اللہ تعالیٰ کا ذکر، قرآن عزیز کی تلاوت اور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے زبان ہر وقت تر رہے، اور مسجد میں اعتکاف کو اور خشیت خداوندی سے رونے کو۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور سب مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مناجات

از

حضرت شیخ الہندؒ

سب مراتب ہیں تری ذات مقدس سے ورے
کس زباں سے کہوں ہے مرتبہ اعلیٰ تیرا

نور خورشید چمکتا ہے ہر اک ذرہ میں
چشم بینا ہو تو ہر شے میں ہے جلوہ تیرا

بیم دوزخ ہے اسے اور نہ شوق جنت
جس کو مطلوب ہے اک دور کا ذرہ تیرا

تیرے دیوانوں کو کیا قید علائق سے گزند
دونوں عالم سے بھی آزاد ہے بردا تیرا

دل صد پارہ و ہر پارہ میں ہو داغ جنوں
نام کندہ ہو ہر اک داغ پہ مولا تیرا

نفس و ابلیس کے پھندے میں پھنسا ہوں لیکن
دل سے اقرار یہی ہے کہ ہوں بندہ تیرا

ہم سیہ بخت اگر ایسے ہی ناکام رہے
کیسے جانیں گے کہ کیا فضل ہے ربا تیرا

مفتی عاصم زکی استاذ بنوری ٹاؤن

علماً اور ائمہ مساجد کی خدمت میں!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر زمانے میں بچوں کی ایک اہمیت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہی بچے بڑے ہوکر قوم کی باگ ڈور سنبھالتے ہیں۔ سمجھدار قومیں اپنی نئی نسل پر خاص توجہ دیتی ہیں، اس لئے ہم سب کو ابھی سے اپنی نئی نسل پر خاص توجہ دینی ہوگی، کیونکہ جو چیز بچے کے خالی ذہن پر بچپن سے نقش کر دی جاتی ہے وہ بڑھاپے تک ذہن میں رہتی ہے اگر بچپن میں ان معصوم پھولوں کی تربیت صحیح دینی اور اخلاقی ماحول میں ہوگی تو وہ بڑے ہوکر جب مختلف عہدوں پر فائز ہوں گے تو پھر ہر ایک ادارہ ان کی برکت سے پاکیزہ اسلامی ماحول اور اخلاق کا بہترین نمونہ پیش کرے گا، ہر شعبے کے اندر کام کو صحیح طور پر انجام دیا جانے لگے گا، نیز یہی بچے بڑے ہوکر پہلے مسلمان پھر ڈاکٹرز، انجینئرز، کسی شعبے کو سنبھالنے والے بن سکیں گے اور پھر ساری دنیا کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے والے بنیں گے۔

جس طرح کسی چمن کی آبیاری میں چمن کا مالی نازک نازک کونپلوں اور کومل کلیوں کی نگہداشت پر زیادہ توجہ دیتا ہے، اسی طرح سمجھدار قومیں اپنی نئی نسل کی تربیت پر خصوصی توجہ دیتی ہیں اگر اس نرم و نازک کونپل کو ایمان و عمل، سیرت و کردار اور اخلاق و گفتار کے صحیح رخ پر ڈال دیا جائے تو آگے چل کر یہ ایسا تناور درخت بن جاتا ہے جس پر ایمان سوز ہواؤں کے جھکڑ اور برا ماحول کی اخلاقی آلودگی اثر انداز نہیں ہوسکتی۔

اس اسلامی مزاج میں ڈھالنے کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک ایسا نصاب ترتیب دیا جائے جس کے ذریعہ بچوں کی ایسی تعلیم و تربیت ہو کہ وہ کسی بھی شعبہ میں جاکر مثالی کردار ادا کر سکیں۔ اگر ہماری نئی نسل میں بچپن ہی سے قرون اولی کے مسلمان بچوں جیسی صفات مثلاً اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، مکمل اتباع، سچ بولنے کی عادت، بڑوں کا ادب اور دین پھیلانے کا جذبہ پیدا ہوگیا تو کسی بھی شعبہ میں مادی اشیاء کی چکا چوند یا کشش ان کے کردار کو متزلزل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے گی۔

اسی سلسلے میں ائمہ کرام کی خدمت میں عاجزانہ التجا ہے کہ اپنے محلے کے بچوں کے فارغ اوقات کو قیمتی بنانے کی کوشش فرمائیں ان کی فکر کریں عصر یا عشاء کی نماز کے بعد ان کے حلقے بنا کر ان کی ذہن سازی کی کوشش کریں۔

خاص طور پر گرمیوں کی چھٹیوں میں اسکولوں کے بچوں کے پاس بہت سا وقت ہوتا ہے عمومی طور سے یہ بچے اپنے ان قیمتی اوقات کو ہوٹل کی کرسیوں پر، گلیوں کی بنچوں پر اور کھیل کود میں ضائع کر دیتے ہیں۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ! چند سالوں سے ہمارے دوست و احباب اپنے محلے میں ان معصوم نوجوانوں کے لئے "سمر کورس" کا اہتمام کرتے ہیں جس سے ہمیں بچوں کی دینی ذہن سازی، اخلاقی تربیت، نمازوں کا اہتمام اور مسنون دعاؤں کی پابندی میں نمایاں فرق محسوس ہوا الحمدللہ! والدین بھی خوش ہوئے، بعض بچوں اور بچیوں نے اس کورس میں آنے کی برکت اور بزرگوں کی دعاؤں سے حافظ اور عالم بننے کی نیت کرلی اور مدرسہ میں داخل ہوگئے۔

انہی فوائد کو محسوس کرتے ہوئے ہم مساجد کے تمام ائمہ کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ بھی اپنی اپنی مساجد میں یہ کورس شروع فرمادیں اور بچیوں کے لئے محلے کے کسی گھر میں معلمات کے ذریعہ انتظام فرمالیں۔

یہ کورس عمومی طور سے دو گھنٹے کا ہوتا ہے صبح ۱۰ تا ۱۲ یا ۴ تا ۶ بجے تک۔

گھنٹوں کو چار حصوں میں تقسیم کر لیتے ہیں:

پہلا حصہ: فضائل اعمال و فضائل صدقات وغیرہ سے تعلیم اور پھر احادیث زبانی یاد کرانا۔

دوسرا حصہ: تجوید، مسنون دعائیں

تیسرا حصہ: بہشتی زیور اور ایک منٹ کا مدرسہ، تعلیم الاسلام

چوتھا حصہ: آداب و اخلاق، اس کے لئے آسان دینیات حصہ اول، دوم، سوم۔

مختلف عمروں کے بچوں کے الگ الگ حلقے بن جاتے ہیں۔

باقی صفحہ 12 پر

تحریر: جناب نثار احمد خان فتحی

بیان بن سمعان جھوٹا مدعی نبوت اور اس کا انجام

یہ شخص نبوت کا دعویدار تھا اور اہل ہنود کی طرح تناسخ اور حلول کا قائل تھا، اس کا دعویٰ تھا کہ میرے جسم میں خدائے کردگار کی روح حلول کرگئی ہے۔ یہ بھی کہتا تھا کہ میں اسم اعظم جانتا ہوں اور اس کے ذریعہ زہرہ کو بلالیتا ہوں اس کے پیرو اس کو اسی طرح خدا کا اوتار مانتے تھے جس طرح اہل ہنود رام چندر جی اور کرشن جی کو۔

یہ خانہ ساز نبی بھی قرآن پاک کی ایسی تاویلات کرتا تھا جیسے ہمارے زمانے میں قادیان کے خودساختہ نبی مرزا قادیانی کی ہیں۔ اس کے ماننے والے کہتے تھے کہ قرآن کی آیت بیان ہی کے بارے میں اتری ہے:

"ھذا بیان للناس وھدی وموعظة للمتقین۔"

اور خود بیان نے بھی اپنے متعلق لکھا ہے:

"انا البیان وانا الھدیٰ والموعظة"

یعنی میں ہی بیان ہوں اور میں ہی ہدایت والموعظہ ہوں۔

بیان نے اپنی خانہ ساز نبوت کی دعوت حضرت محمد باقر جیسی جلیل القدر ہستی کو بھی دی تھی اور اپنے ایک خط میں جو اپنے قاصد عمر بن عفیف کے ہاتھ امام موصوف کے پاس بھیجا اس نے لکھا:

"اسلم تسلم وترتقی من سلم فانك لا تدری حیث یجعل لله النبوة"

ترجمہ: "تم میری نبوت پر ایمان لے آؤ گے تو سلامتی میں رہو گے اور ترقی کرو گے، تم نہیں جانتے کہ اللہ کس کو نبی بناتا ہے۔"

کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر یہ خط پڑھ کر بہت غضبناک ہوگئے اور قاصد سے فرمایا: اس خط کو نگل جاؤ قاصد بے تامل نگل گیا اور اس کے فوراً بعد ہی گر کر مر گیا اس کے بعد حضرت امام محمد باقر نے بیان کے حق میں بھی بددعا فرمائی

بیان قرآن کی آیت: "وھو الذی فی السماء الہ فی الارض الہ" کی یہ تاویل کرتا تھا کہ آسمان کا الہ اور ہے اور زمین کا اور مگر آسمان کا الہ زمین کے الہ سے افضل ہے۔

بیان کی ہلاکت:

خالد بن عبداللہ قسری حاکم کوفہ نے مغیرہ بن سعید کے ساتھ ہی بیان کو بھی گرفتار کر کے دربار میں بلایا تھا، جب مغیرہ ہلاک ہو چکا تو خالد نے بیان سے کہا اب تیری باری ہے۔ تیرا دعویٰ ہے کہ تو اسم اعظم جانتا ہے اور اس کے ذریعے فوجوں کو شکست دیتا ہے، اب یہ کر کہ مجھے اور میرے عملہ کو جو تیری ہلاکت کے درپے ہیں اسم اعظم کے ذریعے ہلاک کر، مگر چونکہ وہ جھوٹا تھا اس لئے کچھ نہ بولا اور خالد نے مغیرہ کی طرح اس کو بھی زندہ جلادیا۔

☆☆..............☆☆

- "قادیانیت، یہودیت کا چربہ ہے، قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔" (علامہ اقبال)
- "قادیانیت عالم اسلام کی دشمن تحریک ہے۔" (مکہ کانفرنس ۱۹۸۰ء)
- "فتنہ قادیانیت کا بانی آنجہانی مرزا قادیانی جعلساز اور دھوکہ باز شخص تھا۔" (وفاقی شرعی عدالت پاکستان)
- "ہر قادیانی اپنے کفریہ عقائد کی بنا پر "سلمان رشدی" کی طرح ہے۔" (سپریم کورٹ آف پاکستان)

ASI
ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS

عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP NO. 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR,
MITHADER, KARACHI. PHONE : 745543

تحریر: حافظ سعد فتح ملا ہیز

ثقافت کے بُت

ثقافت کے نام پر اخلاق سوختہ مغربی رسوم کو فروغ دینا ملک عزیز کے حصول کے مقاصد سے سراسر انحراف اور قومی دولت کے ضیاع کے مترادف ہے۔ میلوں ٹھیلوں اور مشرکانہ رسوم پر خرچ ہونے والے سرمایہ کو اگر حکومت پاکستان چیلوں کی طرح کچرے کے ڈھیروں پر جھپٹنے والے شاہین بچوں کی مناسب تعلیم و تربیت پر صرف کرے تو غربت کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ ملک کی افرادی قوت میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ مگر اس طرف متوجہ کون ہو؟ (ر۔الف۔ک)

حال ہی میں ...... ملکی فضاؤں پر ...... چھائی ہوئی ...... مشرکانہ ثقافت اور ...... وزیر داخلہ صاحب کے ...... فیروں کی شہ پر ...... دیے گئے بیانات سے ...... پتہ چلتا ہے کہ ...... حکومت اب مکمل طور پر ...... غیر ملکی خداؤں کی غلامی ...... اختیار کرچکی ہے ...... تب ہی تو ...... میلے ٹھیلے اور مادر پدر آزاد کلچر کو ...... خوب فروغ دیا جارہا ہے ...... "ویلنٹائن ڈے" کی ...... خالص بے حیا نہ مغربی رسم ...... نے نوجوان نسل کو ...... اسیر بنادیا ہے ...... "بسنت" جیسی ہندوانہ رسم کو ...... احمقانہ طریقے سے منانے کے لئے ...... عوام کو پوری آزادی دی گئی ...... جبکہ چالیس ارب ڈالر کی مقروض قوم کا ...... اربوں روپیہ ...... ہندوانہ رسم کی "شایان شان" طریقے سے ادائیگی کے لئے ...... ہوا میں اڑا دیا گیا ...... "واپڈا" کو کروڑوں روپے کا نقصان الگ ہوا ...... کتنے ہی معصوم بچے ...... اس خونی رسم کی بھینٹ چڑھا دیے گئے ...... لیکن تمام تر تباہ کاریوں کے باوجود بھی ...... نام نہاد اسلامی حکومت نے ...... اس ہندوانہ جشن کی ...... پوری پوری سرپرستی کی ...... اس کے پیچھے یقیناً حکومت کی ...... یہی خواہش کارفرما ہے کہ ...... دنیا کی نظروں میں ...... پاکستان کو ایک ماڈرن، جدت پسند اور ...... اور لبرل ملک کے طور پر ...... پیش کرکے ...... بیرونی آقاؤں کو خوش کیا جائے ...... تاکہ قرضوں کے نام پر "اجرت" بھی ملے ...... اور یہاں زیادہ سے زیادہ ...... بیرونی سرمایہ کار آئیں ...... اور ملک وقوم کی رہی سہی جمع پونجی بھی ...... لوٹ کر چلتے بنیں ......

تعجب کی بات ہے کہ ...... جن سرمایہ کاروں کو لانے کے لئے ...... یہ سارا ہلا گلہ ...... رچایا گیا ...... انہوں نے جب بسنت کے موقع پر ...... بجلی کی بار بار ٹرپنگ ...... اور فیڈروں کے تباہ ہونے کے مناظر ...... ملاحظہ کئے تو ...... وہ یہاں تک کہہ اٹھے کہ ...... یہاں کارخانے کیسے چلتے ہیں؟ ...... کاش کوئی اہل دل انہیں جواب دیتا کہ: یہاں کارخانے ...... قوم کے خون اور پسینے سے چلتے ہیں، اور جن کی تمام تر آمدنی ...... حکومت بآسانی "ثقافت کے بت" پر ...... نچھاور کرتی ہے کیا حکومت ہمیں یہ بتانا گوارا کرے گی کہ ...... اس رسم بد کی بجا آوری سے ...... ملک و قوم کو کوئی دنیاوی فوائد ہی حاصل ہوئے ہیں؟ ...... یا پھر اس "ثقافت کے بُت" کی پوجا سے ...... "خسرالدنیا والآخرۃ" کا "انعام" حاصل کیا گیا ہے؟ ...... "پاکستان کا خواب" دیکھنے والے ...... علامہ اقبال مرحوم تو بہت پہلے کہہ چکے تھے: "کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں رہ گئی ہیں؟

جس طرح ...... اقبال نے کہا تھا:

"ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے"

حقیقت یہ ہے کہ آج ...... نام نہاد اسلامی ملک میں ...... "ثقافت کے بُت" کی پوجا ...... سب سے زیادہ کرائی جارہی ہے ...... اور اس سنگین جرم میں ...... حکومت اور عوام ...... برابر کے شریک ہیں ...... ابلیس لعین نے بھی بڑی کامیابی حاصل کی کہ ...... دنیا جہاں کی ہر غلط اور گمراہ رسم کو ...... ثقافت کے نام پر ...... گلے سے لگانے کی راہ سجھائی ہے ...... کاش کہ مسلمان ...... عیار و شاطر دشمن کی ...... گمراہ کن رسمیں ...... ترک کرکے مالک حقیقی کے سچے پیغام کو سمجھیں ...... اور رسموں کے خلاف ...... اٹھ کھڑے ہوں ...... اگر ایسا کیا گیا تو یقیناً یہ ...... "خیالی پاکستان" سے "حقیقی پاکستان" کی طرف ...... ایک نہایت مستحسن ...... قدم ہوگا ......

ذرا اپنے پڑوس کی خالص اسلامی مملکت کی طرف نظر دوڑائیے ...... طالبان نے "بت شکنی" کا خالص اسلامی و تاریخی عمل شروع کیا تو ...... دنیا بھر کے ثقافت پرست ...... اس پر احتجاج کرنے لگے ...... اس میں نام نہاد مسلمان بھی ...... پوری طرح زور صرف کرنے لگے ...... لیکن ان ثقافت پرستوں کی ایک نہ چلی ...... اور ثقافت اور تاریخی ورثہ کے نام پر ...... پوجے جانے والے بتوں اور مجسموں کو ...... بارہ سو پچاس من بارود سے ...... پاش پاش کرکے جہاں مسلمانوں کو نیا حوصلہ بخشا ...... وہیں ثقافت کے پجاریوں پر ...... کاری ضرب لگائی ہے ...... جس سے یہ لوگ ...... ابھی تک بری طرح تڑپ رہے ہیں ...... اور ان شاء اللہ ...... تڑپتے ہی رہیں گے:

کوئی کہہ دے یہ ذرا ثقافت کے پرستاروں سے
ہے تڑپنا تمہاری قسمت اے ہم کو تڑپانے والو!
ہم جاں سے گزرنے والے ڈرتے نہیں کہاں تم سے؟
جاؤ کسی اور کو آزماؤ اے ہم کو ڈرانے والو!

☆☆..................☆☆

حج کے بعد کیفیتِ دل

سید سلمان گیلانی

کس منہ سے کروں شکر ادا تیرا خدایا
اک بندۂ ناچیز کو گھر اپنا دکھایا

واللہ! اس اعزاز کے قابل میں کہاں تھا
یہ فضل ہے تیرا کہ مجھے تو نے بلایا

جس گھر کے کئے طواف نبیؐ نے
صد شکر کہ تو نے مجھے گرد اس کے پھرایا

لگتا نہ تھا دل اور کسی ذکر میں میرا
لبیک کا نغمہ مجھے کچھ اس طرح بھایا

مزدلفہ و عرافات و منیٰ و صفا و مروہ
ہر جا تیری رحمت نے گلے مجھ کو لگایا

میں بھول گیا تجھ کو تو یہ میری خطا تھی
یہ تیرا کرم ہے نہ مجھے تو نے بھلایا

محشر میں بھی رکھ لینا بھرم اپنے کرم سے
جیسے میرے عیبوں کو ہے دنیا میں چھپایا

محشر میں بھی کوثر کا جام عطا ہو
جیسے یہاں پانی مجھے زمزم کا پلایا

جیسے یہاں سایہ ترے کعبے کا ملا ہے
محشر میں بھی حاصل ہو ترے عرش کا سایہ

ہوتی رہی بارش تری رحمت کی بھی چھم چھم
مجھ کو بھی بہت میری ندامت نے رلایا

مت پوچھئے مکے میں جو گزرے مرے ایام
ہر لمحہ نیا لطف نیا کیف اٹھایا

مکے سے مدینے کے سفر کو جو میں نکلا
انجانہ سا اک خوف تھا دل پہ مرے چھایا

میں ہمت نہیں پاتا تھا کروں سامنا انؐ کا
ہر پل تو بغیر انؐ کی اطاعت کے گنوایا

ہائے یوں تو کروں یاد انؐ کا کرم آگیا مجھ کو
ہر رنج و الم دل سے معاً اس نے مٹایا

رفتار تھی اس شوق کی پھر دیکھنے والی
خود سے بھی قدم دو قدم آگے اسے پایا

ہونٹوں پہ درودوں کے مچلنے لگے نغمے
جب دور سے گنبد خضرا نظر آیا

کچھ عرض زباں سے وہاں کرنا تو ہے مشکل
حال اپنا بس اشکوں کی زبانی ہی سنایا

جتنا بھی کروں ناز مقدر پہ وہ کم ہے
سرکارؐ نے اپنا مجھے مہمان بنایا

سلمانؔ میرے دل میں جو کعبے کے ہیں جلوے
آنکھوں میں میری گنبد خضرا ہے سمایا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے زیرِ اہتمام

سولہویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّت کانفرنس برمنگھم

۵ اگست ۲۰۰۱ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ ابیلگریو روڈ برمنگھم صبح ۹ تا شام ۷ بجے

زیرِ سرپرستی حضرت مولانا **خواجہ خان محمد** صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

- مسئلہ ختم نبوّت
- حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام
- مسئلہ جہاد
- قادیانیت کے عقائد و عزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9 9 ایچ زیڈ یو کے فون: 0207-737-8199